من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

جلد

علم الفقہ

جو

مسائل فقہیہ دینیہ کی تعلیم کے لیے نہایت سلیس اور عام فہم

اردو زبان مین بے نظیر کتاب ہے

مرتبہ

خاکسار سراپا عجز و قصور محمد عبد الشکور غفر لہ اللہ الغفور

باہتمام

کارپردازان صحیفہ مبارکہ انجمن ابقاہا اللہ و ادامہا و اعانہا آمین

عمدۃ المطابع لکھنؤ مین طبع ہو

LIBRARY
JAMIA HAMDARD
U24020

4020
COLLECTION
297.14

GIFT

IND. INST. OF ISLAMIC STUDIES LIBRARY DELHI-110062

LIBRARY

علم الفقہ

مسلمانون کے لیے نہایت ضروری اور مفید کتاب

پہلے یہ کتاب بطور رسالہ کی صورت مین شایع ہوئی ۱۳۱۶ھ ہجری مین اسکا آغاز ہوا اب بعونہ تعالی اس وقت چھ جلدین ... مین انکی قیمت حسب ذیل ہے - جلد اول مین طہارت کا بیان ہے قیمت ۸ر جلد دوم مین نماز کا بیان ہے قیمت عہر جلد سوم مین روزہ کا بیان ہے قیمت ۸ر جلد چہارم مین زکوۃ و عشر وغیرہ کے مسائل مین قیمت ۸ر جلد پنجم مین حج و زیارات کا بیان ہے قیمت ۸ر جلد ششم مین نکاح کا بیان ہے قیمت ۸ر

ترجمہ اسد الغابہ یہ وہی مقدس کتاب ہے جس مین (۷۵۰۰) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات مین اردو زبان مین آج تک کوئی ایسی کتاب نہ تھی خدا کا شکر ہے کہ انجمن نے اس کمی کو پورا کر دیا، جلدین اس کتاب کی تیار ہین پہلی جلد مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع تذکرہ کے بعد (۴۲۴) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عمہ دوسری جلد مین (۵۷۸) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عمہ تیسری جلد مین (۵۷۸) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عمہ چوتھی جلد مین ([illegible]) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عمہ پانچوین جلد مین (۴۲۱) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عمہ چھٹی جلد مین (۸۴۸) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عمہ ساتوین جلد مین (۷۰۶) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عمہ

ترجمہ تاریخ طبری عربی کی یہ قدیم و مستند تاریخ اب تک نادر تھی ترجمہ کا تو خیال بھی نہ آتا تھا - بحمد اللہ کہ اس کتاب کی ایک جلد کا ترجمہ ہو گیا پہلی جلد کامل موجود ہے جس مین آغاز آفرینش سے حضرت موسی علیہ السلام تک کے حالات ہین قیمت سے ر

چہل حدیث **حضرت امام ربانی** حدیث شریف مین ہے کہ جو چالیس حدیثین یاد کریگا قیامت کے دن وہ علما مین محشور ہوگا اس بنا پر اکثر علمانے چہل حدیثین لکھین حتی کہ چہل حدیثون کی تعداد ہزارون تک پہونچگئی یہ چہل حدیث امام ربانی مجدد الف ثانی کی جمع کی ہوئی ہے بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیثین صرف نماز روزہ کے متعلق جمع کی ہین اب تک نہ طبع ہوئی تھی اسکا ترجمہ کر کے نہایت اہتمام سے طبع کیا ہے اصل عربی پر اعراب ہین بین السطور مین ترجمہ ہے اس قابل ہے کہ ہر مسلمان صبح کو ورد رکھے قیمت ۲ر دس جلدون کے خریدار سے عمر

انصاف مصنفہ مولانا شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ جس قدر فقہی اختلافات امت مرحومہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث الینا ازکی المرسلین × بالشریعۃ السہلۃ البیضاء
وکتاب مبین × سیدنا محمد المحمود فی زبر الاولین × فصلی اللہ علیہ وعلی
آلہ وصحبہ الذین ہم تکامل نصاب الدین × ورضی عنہم رب العلمین ×

جب حق سبحانہ کی نامحدود عنایت سے جو اس بندۂ ناچیز پر ہے علم الفقہ کی تیسری جلد ختم ہو چکی جسمین صوم کا بیان ہی تو اب مین اس چوتھی جلد کو شروع کرتا ہون اسمین زکوۃ کا بیان ہوگا قادر ذوالجلال محض اپنے فضل وکرم سے اس جلد کو بھی اپنی مرضی کے موافق اتمام کو پہونچائے اور مسلمانون کو اس سے بھی ویسا ہی منتفع فرمائے جیسا پہلی تین جلدون سے منتفع فرمایا اور مجھے حق لکھنے کی اور خطا سے بچنے کی توفیق دے ویرحم اللہ عبدا قال آمینا مین اپنے پروردگار کے احسان کا شکر کس طرح ادا کرون کہ اسنے مجھ جیسے ناقابل اور ناچیز کو اس دینی خدمت کیلیے منتخب فرمایا جس سے آج صدہا مسلمانون کو فائدہ پہونچ رہا ہی سچ ہی ؎

داد حق را قابلیت شرط نیست * بلکہ شرط قابلیت داد اوست * فللہ الحمد اولا و آخرا

زکوۃ کے معنی لغت مین طہارت اور برکت اور بڑھنے کے ہین اور اصطلاح شریعت مین اپنے مال کی مقدار معین کے اس جز کا جسکو شریعت نے مقرر کردیا ہی کسی مستحق کو مالک بنادینا

چونکہ اس فعل سے باقی مال پاک ہو جاتا ہی اور اُسمین حق تعالیٰ کی طرف سے برکت عنایت ہوتی ہی اور اُس مال کی دنیا مین بھی ترقی ہوتی ہی اور آخرت مین اللہ پاک اُسکا دس گُنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب عطا فرماتا ہی اس لیے اسکا نام زکوٰۃ رکھا گیا۔

زکوٰۃ بھی نماز کی طرح تمام انبیا کی امتون پر فرض تھی ہان اُسکی مقدار اور اُس مال کی تجدید مین جسپر زکوٰۃ فرض ہو ضرور اختلاف رہا اور یہ بھی یقینی ہی کہ اسلام مین اُسکے متعلق بہت آسان احکام ہین اگلی امتون پر اتنی آسانی نہ تھی۔

زکوٰۃ کی فضیلت اور اُسکی تاکید

زکوٰۃ کی فضیلت اور تاکید کیلئے یہ بات کیا کم ہے کہ قرآن مجید مین تیئیس (۲۳) جگہ تو اسکا ذکر نماز جیسی عظیم الشان عبادت کے ساتھ فرمایا گیا ہی اور بہت جگہ اُسکا ذکر علحدہ بھی ہی اُسکے ادا کرنے والون کو دلکش اور سچے وعدون سے عزت دیگئی ہے اور اُسکے ادا سے باز رہنے والون کو ایسے سخت عذاب کی خبر دی گئی ہی کہ خدا جانتا ہے ایمان والون کے دل اُس عذاب کے خیال کرنے سے کانپ اُٹھتے ہین آفرین ہی اُن لوگون کی مردانہ ہمت پر جو اُس عذاب کے برداشت کرنے کو تیار ہو گئے ہین۔

زکوٰۃ اسلام کا ایک بڑا رکن ہی اُسکی فرضیت قطعی ہی منکر اُسکا کافر اور تارک اُسکا فاسق ہے اب مین بطور نمونہ چند آیات واحادیث زکوٰۃ کی تاکید کے متعلق نقل کرتا ہون۔

آیات (۱) هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ (بقرہ) **ترجمہ** (قرآن مجید) اُن پرہیزگارون کے لئے ہدایت ہی جو غیب پر ایمان رکھتے ہین اور نماز پڑھا کرتے ہین اور جو ہمنے اُنکو دیا ہی اُس سے

ہماری راہ مین خرچ کرتے ہین یہ آیت قرآن مجید کی ابتدائی آیت ہے دیکھیے کتنی سخت تاکید ہے قرآن مجید کی ہدایت سے فیضیاب ہونے کا انھین لوگون سے وعدہ کیا گیا جو نماز پڑھتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین۔

(۲) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ (بقرہ) **ترجمہ** اور نماز پڑھا کرو اور زکوۃ دیا کرو اور نماز پڑھنے والون کے ساتھ (ملکر جماعت سے) نماز پڑھا کرو۔

(۳) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ (بقرہ) **ترجمہ** اور نماز پڑھا کرو اور زکوۃ دیا کرو اور (یقین کرلو کہ) جو نیکی تم اپنے لیے (مرنے سے) پہلے کرلوگے اُس (کے ثواب) کو تم اللہ کے یہان پاؤگے۔

(۴) لٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ (الی قولہ تعالی) اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (بقرہ) **ترجمہ** لیکن نیک وہ شخص ہے جو اللہ پر اور (اُسکے) فرشتون اور پیغمبرون پر ایمان لائے اور اللہ کی محبت پر (اپنے) قرابت والون اور یتیمون اور غریبون کو اور مسافرونکو اور سوال کرنے والون کو مال دے اور غلامون (کے آزاد کرانے) مین (خرچ کرے) اور نماز پڑھے اور زکوۃ دے یہی لوگ ہین جو سچے (ایماندار ہین) اور یہی لوگ پرہیزگار ہین۔ دیکھیے اس آیت مین سچے ایماندار اور پرہیزگار ہونے کا حصر ان صفات پر کردیا گیا۔

(۵) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ (بقرہ) اے ایمان والو جو کچھ

ہمنے تم کو دیا اُس سے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرو اس دن کے آنے سے پہلے
جسمین نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ (کسی کی) دوستی اور سفارش (کام آئیگی)
(۶) مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ
سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ (بقرہ) **ترجمہ**
اُن لوگون (کے مال) کا حال جو اللہ کی راہ مین اپنے مال کو خرچ کرتے ہین اُس
دانے کے مثل ہے جو سات بالیان نکالے اور ہر بالی مین سو دانے ہون (یعنی
ایک چیز کا ثواب سات سو گنا ملیگا) اور اللہ جس کے لیئے چاہتا ہے اُس سے
(بھی) بڑھا دیتا ہے
(۷) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ
مِّنَ الْاَرْضِ (بقرہ) **ترجمہ** اے ایمان والو اپنی پاک کمائیون سے اور اُس چیز سے جو
ہمنے تمھارے لیے زمین سے نکالی ہو (ہماری راہ مین) خرچ کرو۔
(۸) اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ
خَیْرٌ لَّكُمْ وَیُكَفِّرُ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ (بقرہ) **ترجمہ** اگر تم صدقے ظاہر کر کے
دو تو وہ (بھی) اچھا ہو اور اگر انکو چھپاؤ اور فقیرون کو دو تو وہ تمھارے لئے
(زیادہ) مفید ہے اور تمھارے گناہ تمسے دور کردیگا۔
(۹) اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ
اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (بقرہ) **ترجمہ** جو لوگ
اپنے مال دن رات کھلے اور چھپے (اللہ کی راہ مین) خرچ کرتے ہین تو انکے لئے انکی مزدوری
انکے پروردگار کے یہان ہو اور (وہان) نہ اُنپر خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہونگے۔
(۱۰) وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ

سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا (بقرہ) **ترجمہ** اور نماز پڑھنے والے اور زکوۃ دینے والے اور اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھنے والے یہی لوگ ہین جنکو ہم بڑا (اچھا) بدلا دینگے

(۱۱) وَقَالَ اللّٰهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (مائدہ) **ترجمہ** اور اللہ نے (اہل کتاب سے) فرمایا کہ اگر تم نماز پڑھتے رہو اور زکوۃ دیتے رہو اور میرے (سب) پیغمبرون پر ایمان لاؤ اور اُن کی مدد کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو تو مین تمھارے ساتھ ہون اور بیشک مین تمھارے گناہ تم سے دور کردونگا اور ضرور تمھین ایسے باغون مین داخل کرونگا جن کے (درختون کے) نیچے نہرین بہ رہی ہین۔

(۱۲) وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ (اعراف) **ترجمہ** اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے پس عنقریب مین اسکو اُن لوگون کیلیے مقرر کردونگا جو پرہیزگار ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور وہ لوگ جو ہماری آیتون پر ایمان لایا کرتے ہین۔

(۱۳) إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (انفال) **ترجمہ** مومن وہی لوگ ہین کہ جب (اُنکے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جائین اور جب انکو اللہ کی آیتین پڑھ کے سنائی جائین تو انکا ایمان بڑھ جائے اور وہ اپنے

پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہین وہ (ایسے) لوگ (ہین) کہ نماز پڑھتے ہین اور جو کچھ ہمنے دیا ہی اُس سے (ہماری راہ مین) خرچ کرتے ہین یہی لوگ سچے ایماندار ہین انھین کے لیے اُنکے پروردگار کے یہان (بڑے) درجے ہین اور بخشش اور عمدہ رزق ہی اس آیت کا حصر بھی دیکھنے کے قابل ہے۔

(۱۴) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ (توبہ) ترجمہ پھر اگر یہ لوگ توبہ کرلین اور نماز پڑھنے لگین اور زکوۃ دینے لگین تو انکی راہ (نہ بند کرو اور انکو تکلیف نہ دو بلکہ ان کو) چھوڑ دو۔ معلوم ہوا کہ جو شخص زکوۃ نہ دیتا ہو وہ اسلام کی امان مین نہین ہی اسی سبب سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوۃ نہ دینے والون سے جہاد کیا۔

(۱۵) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ (توبہ) ترجمہ پھر اگر یہ لوگ توبہ کرلین اور نماز پڑھنے لگین اور زکوۃ دینے لگین تو دین مین تمھارے بھائی ہین معلوم ہوا کہ جو لوگ زکوۃ نہین دیتے وہ دینی بھائی نہین ہین ذرا اس بات پر غور کیجیے کہ کہان تک پہونچتی ہے۔

(۱۶) وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُھُمُ اللّٰہُ (توبہ) ترجمہ اور نماز پڑھتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کرتے ہین یہی لوگ ہین کہ عنقریب اللہ اُنپر مہربانی کریگا

(۱۷) خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا (توبہ) ترجمہ (اے نبی) اِن کے مالون سے تم صدقہ لو جسکے ذریعہ سے تم انکو (گناہون سے) پاک کرو اور اِن کے دلون) کو صاف کرو۔ معلوم ہوا کہ صدقہ دینا گناہون کی معافی کا سبب ہی

(۱۸) وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّا (مریم) ترجمہ اور حضرت مسیح

علیہ السلام نے فرمایا) کہ اللہ نے مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے جبتک کہ مین زندہ رہون معلوم ہوا کہ زکوۃ صرف شریعت اسلامیہ کے ساتھ خاص نہین بلکہ تمام پیغمبرون کو اسکا حکم دیا گیا ہے۔ علما نے لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر زکوۃ فرض نہین حضرت مسیح علیہ السلام کو حکم دینے سے یہ مقصود ہے کہ وہ اپنی امت کو اس کی تعلیم کرین۔

(۱۹) وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا (مریم) ترجمہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام) اپنے کُنبے کو نماز (پڑھنے) اور زکوۃ (دینے) کا حکم دیا کرتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔ دیکھئے زکوۃ کی تعلیم کو اللہ پاک نے ایک اولوالعزم پیغمبر کی تعریف مین ذکر فرمایا۔

(۲۰) وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِيْنَ (انبیاء) ترجمہ اور ہمنے اُنکی طرف نیکیون کے کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کا حکم بھیجا اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔

(۲۱) قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ

ے علما نے انبیا پر زکوۃ فرض نہونے کا سبب یہ بیان کیا کہ زکوۃ کی غرض گناہون سے پاک ہونا ہے اور انبیا یون ہی گناہون سے پاک ہوتے ہین مگر یہ وجہ درست نہین معلوم ہوتی اس لیے کہ زکوۃ حق مال ہے خواہ صاحب مال گناہون سے پاک ہو یا نہو بلکہ اصل وجہ اسکی جو میری فہم ناقص مین آتی ہے یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام اللہ پاک کے پورے اور کامل بندے ہوتے ہین اُنکا حال بالکل ویسا ہی ہوتا ہے جیسا رقیق (غلام) کا کہ کوئی چیز اُسکی ملک نہین ہوتی اُسکے ہاتھ مین چاہے جتنا مال آجائے سب اُسکے مالک کا ہوتا ہے اسی طرح انبیا علیہم السلام بھی کسی چیز کے مالک نہین ہوتے جو کچھ اُنکے ہاتھ مین آجائے وہ سب اللہ کا ہے پس جب وہ کسی مال کے مالک نہین ہوتے تو زکوۃ کس چیز کی دین یہی سبب ہے کہ اُن کے مال مین وراثت جاری نہین ہوتی اور اسی کی طرف اس صحیح حدیث مین اشارہ ہے کہ نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ یعنی ہم گروہ انبیا کسی کو اپنا وارث نہین بناتے جو کچھ ہم چھوڑ جائین وہ صدقہ ہے اسی سبب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مال متروکہ سے آپ کی ازواج اور بنات کو حصہ نہین دیا گیا۔ ۱۲

فَاعِلُونَ (مُؤْمِنُونَ) ترجمہ بیشک کامیاب ہونگے وہ ایماندار جو اپنی نماز مین خشوع کرتے ہین اور وہ جو زکوۃ کے (ادا) کرنے والے ہین۔

(۲۲) قُل لِعِبَادِیَ الَّذِینَ آمَنُوا یُقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُنفِقُوا مِمَّا رَزَقنَاھُم سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً مِّن قَبلِ اَن یَّاْتِیَ یَومٌ لَّا بَیعٌ فِیہِ وَلَا خِلَالٌ (رعد)

ترجمہ (اے نبی) میرے اُن بندون سے جو ایمان لائے ہین کہدو کہ نماز پڑھا کرین اور جو کچھ ہمنے اُنکو دیا ہے اُسمین سے کچھ (ہماری راہ مین) چھپے اور کھلے خرچ کیا کرین اُسدن (یعنی قیامت) کے آنیسے پہلے جسمین نہ خرید فروخت ہوگی اور نہ (لوگونکی) دوستی (کام آئے گی)

(۲۳) رِجَالٌ لَّا تُلْھِیھِم تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیعٌ عَن ذِکرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیتَاءِ الزَّکٰوۃِ یَخَافُونَ یَومًا تَتَقَلَّبُ فِیہِ القُلُوبُ وَالاَبصَارُ (نور) ترجمہ ایسے مرد کہ اُن کو کوئی تجارت اور کوئی بیع اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوۃ دینے سے غافل نہین کرتی وہ اُس دن (یعنی قیامت) سے ڈرتے ہین جسمین (خوف کے مارے لوگون کے) دل اور آنکھین اُلٹ جاینگے۔

(۲۴) وَلَا یَحسَبَنَّ الَّذِینَ یَبخَلُونَ بِمَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِن فَضلِہٖ ھُوَ خَیرًا لَّھُم بَل ھُوَ شَرٌّ لَّھُم سَیُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِہٖ یَومَ القِیٰمَۃِ (آل عمران) ترجمہ اور جو لوگ اللہ کے دیے ہوے مال مین بخل کرتے ہین وہ یہ نہ سمجھین کہ بخل اُنکے لیے مفید ہے بلکہ (وہ یقین کرلین کہ) وہ اُنکے لیے برا ہے عنقریب قیامت کے دن جس چیز کے ساتھ اُنھون نے بخل کیا ہے اُسکا طوق اُنھین پہنایا جائیگا۔ اس آیت کے مطلب کی توضیح حدیث سے ہوگی۔

(۲۵) وَالَّذِینَ یَکنِزُونَ الذَّھَبَ وَالفِضَّۃَ وَلَا یُنفِقُونَھَا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ فَبَشِّرھُم بِعَذَابٍ اَلِیمٍ یَّومَ یُحمٰی عَلَیھَا فِی نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکوٰی بِھَا جِبَاھُھُم وَجُنُوبُھُم وَظُھُورُھُم ھٰذَا مَا کَنَزتُم

لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ترجمہ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہین اور اُس کو اللہ کی راہ مین خرچ نہین کرتے تو (اے نبی) تم اُن کو ایک بڑے دردناک عذاب کی خوشخبری دیدو جس دن کہ وہ (سونا چاندی) دوزخ کی آگ مین گرم کیا جائیگا پھر اُس سے اُن (بدنصیبون) کی پیشانیان اور اُنکے پہلو اور اُنکی پیٹھین داغی جائینگی (اور اُن سے کہا جائیگا کہ) یہ وہی (سونا چاندی) ہے جس کو تمنے اپنے لیے جمع کیا تھا پس (اب) جو تمنے جمع کیا تھا اُس (کے مزے) کو چکھو۔ اللہ اکبر کیسی سخت وعید ہے کہ سننے سے دل کانپتا ہے اے مہربان پروردگار اپنے فضل و کرم کی طرف نظر فرما اور اس ناقابل برداشت عذاب سے اپنے برگزیدہ نبی کی مرحوم اُمت کو بچا لے ان آیات کے دیکھنے کے بعد ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ زکوۃ کی کس قدر تاکید اللہ پاک کو منظور ہے نماز اور زکوۃ کے سوا کسی عبادت کا اس قدر ذکر قرآن مجید مین نہین ہے گو اُسکے مسائل روزے کی طرح بیان نہین فرمائے گئے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ جس قدر آیتون مین زکوۃ کا ذکر ہے ہمنے وہ سب یہان لکھدی ہین بلکہ ابھی بہت سی آیتین باقی ہین جن کو ہمنے طول کے سبب سے نہین ذکر کیا اب ذرا ایک سرسری نظر سے احادیث کو بھی دیکھیے۔

احادیث (۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھکو یہی اچھا معلوم ہوگا کہ تین دن بھی نہ گذرنے پائین کہ وہ سب خرچ ہو جائے اور میرے پاس کچھ بھی نہ رہجائے (صحیح بخاری)

(۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح کو دو فرشتے آسمان سے اُترتے ہین ایک یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ سخی کو اُس کے

مال کا بدل عنایت فرما دوسرا دعا کرتا ہے کہ اے اللہ بخیل کو ہلا کی نصیب کر۔
(بخاری و مسلم)

(۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی اللہ سے قریب ہے جنت سے بھی قریب ہے لوگون سے بھی قریب ہے اور دوزخ سے بعید ہے اور بخیل اللہ سے بھی بعید ہے جنت سے بھی بعید ہے لوگون سے بھی بعید ہے اور دوزخ سے قریب ہے اور بیشک سخی جاہل بخیل عابد سے اللہ کو زیادہ پسند ہے۔ (ترمذی)

شیخ مصلح الدین شیرازی نے اسی حدیث کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہے ؎

بخیل ار بود زاہد بحر و بر | بہشتی نباشد بحکم خبر

(۴) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا آپ کعبہ مکرمہ کے سائے مین بیٹھے ہوئے تھے مجھکو دیکھکر آپ فرمانے لگے کہ پروردگار کعبہ کی قسم وہی لوگ نقصان پانے والے ہین مین نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہین ارشاد ہوا کہ جنکے پاس مال زیادہ ہو مگر ہان جو اُس مال کو آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائین سے اللہ کی راہ مین خرچ کرین اور ایسے کم لوگ ہین۔ (صحیح بخاری)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ مال دے اور وہ اُسکی زکوۃ نہ ادا کرے تو اُسکا مال قیامت کے دن اُسکے لیے سانپ کی شکل مین ظاہر کیا جائے گا وہ اُسکے دونون جبڑون کو اپنے منھ مین لے لیگا یعنی اُسکو کاٹے گا اور کہیگا کہ مین تیرا مال ہون پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ

یبخلون الآیہ
(صحیح بخاری)

(٦) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عورتون کے ہاتھ مین کنگن سونے کے دیکھے تو اُنسے پوچھا کہ انکی زکوۃ دیتی ہو یا نہین اُنھون نے عرض کیا کہ نہین تب آپ نے فرمایا کہ کیا تم کو یہ منظور ہی کہ اسکے بدلے مین تم کو آگ کے کنگن پہنائے جائین اُنھون نے عرض کیا کہ نہین آپ نے فرمایا اسکی زکوۃ دیا کرو (ترمذی)

(٧) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم مین سے کوئی شخص بکری کو اپنی گردن پر لادے ہوے قیامت مین میرے پاس نہ آئے اور مجھے پکارے یعنی مجھسے مدد چاہے اور مین اُس سے کہدون کہ مین تیرے لیے کچھ نہین کر سکتا مین نے تو تم لوگون کو احکام الٰہی سنا دیئے تھے اور کوئی شخص اونٹ کو اپنی گردن پر لادے ہوے میرے پاس نہ آئے اور مجھے پکارے اور مین کہدون کہ مین تیرے لیے کچھ نہین کر سکتا مین تبلیغ کر چکا۔
(صحیح بخاری)

ذرا اس حدیث کو دیکھئے زکوۃ نہ دینے والے کو کیسے سخت عذاب کی خبر دی گئی ہے کہ وہ بکری اور اونٹ جنکی زکوۃ نہین دی گئی اُسکی گردن پر سوار ہون گے سب سے زیادہ مصیبت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی شفاعت سے انکار فرماتے ہین اب کہیے زکوۃ نہ دینے والون کا کہان ٹھکانا ہے

(٨) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ جو شخص پاک کمائی سے ایک خرمے کے برابر بھی صدقہ کرتا ہے تو اللہ خود اُس کو اپنے ہاتھ مین لیکر اُسکے ثواب کو بڑھاتا ہی جیسے تم اپنے پالے ہوے بچے کی پرورش کرتے ہو یہانتک

کہ وہ ثواب ایک پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے (صحیح بخاری)

(۹) قیامت کے دن جو سات آدمی اللہ کے سایہ میں ہوں گے اُن میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو بھی بیان فرمایا ہے جو ایسا چھپا کے صدقہ دے کہ اُسکے دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہو۔ (صحیح بخاری)

(۱۰) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے آپ سے پوچھا کہ ہم میں سب سے پہلے آپ سے کون ملیگا ارشاد ہوا کہ جس کا ہاتھ تم سب میں بڑا ہوگا انھوں نے اس کا ظاہری مطلب سمجھ کر ایک لکڑی سے سب کے ہاتھ ناپے تو ام المومنین سَودہ کا ہاتھ سب میں بڑا نکلا مگر جب سب سے پہلے ام المومنین زینب کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کے بڑے ہونیسے سخاوت مراد تھی اور ام المومنین زینب سب سے زیادہ سخیہ تھیں۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث کو دیکھیے صدقہ دینے کی کتنی فضیلت اس سے نکلتی ہے کیا کسی ایماندار کے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی اور نعمت ہو سکتی ہے کہ مرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اُس کو نصیب ہو حاشا وکلا یہ وہ نعمت ہے جسکے سامنے جنت بھی کوئی چیز نہیں۔

(۱۱) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اے لوگو آگ سے بچو اگرچہ چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی دیکر سہی (صحیح بخاری)

معلوم ہوا کہ صدقہ دینا چاہیے کتنی ہی کم چیز ہو دوزخ سے نجات کا سبب ہوتا ہے ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ صدقہ ہر بلا کو رد کرتا ہے اور ہر مرض کو اس سے

شفا ہوتی ہے۔

(۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین جب کوئی شخص کچھ مال صدقہ دینے کیلیے لاتا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے اور اُس کے لیے رحمت کی دعا فرماتے تھے چنانچہ ابو اوفی رضی اللہ عنہ جب اپنا صدقہ لائے تو آپ نے ان الفاظ سے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِی اَوْفٰی اے اللہ رحمت نازل کر ابو اوفی کے خاندان پر (صحیح بخاری)

یہان تک تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اقوال تھے اگر آپ کے حالاتِ سخاوت ذکر کیے جائین اور صرف اُنھین پر اکتفا کی جائے جو نہایت صحیح طریقون سے مروی ہین تب بھی ایک ضخیم دفتر کی ضرورت ہے۔

(۱۳) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی اور بعد اُس کے بہت جلد آپ اُٹھ کھڑے ہوے اور مکان مین تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد باہر تشریف لائے صحابہ نے اس خلاف عادت واقعہ کا سبب پوچھا تو ارشاد ہوا کہ سونے کا ایک ٹکڑا گھر مین رہ گیا تھا مجھے اچھا نہ معلوم ہوا کہ وہ رات کو گھر مین رہے تو مین اُس کو تقسیم کر آیا۔ (صحیح بخاری)

(۱۴) ایک مرتبہ مرض وفات مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے چھ یا سات دینار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے تو آپ نے حکم دیا کہ اُنکو تقسیم کردو مگر حضرت ام المومنین فرماتی ہین کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے سبب سے کچھ خیال نہ رہا آپ نے پھر مجھسے پوچھا کہ وہ دینار کیا ہوے مین نے عرض کیا کہ آپ کی بیماری کے سبب سے مجھکو کچھ خیال نہین رہا تب

آپ نے اُنکو اپنے ہاتھ مین رکھکر فرمایا کہ اللہ کے نبی کا کیا خیال ہو کہ اللہ سے اس حال مین ملاقات کرے کہ یہ اُسکے پاس ہون۔ (مسند امام احمد)

اب صحابہ کے حالات سنیے کہ اُنھین زکوۃ کے معاملات مین کیسی سرگرمی ہوتی تھی اور صدقہ دینے پر کیسے حریص اور دلدادہ تھے اور کیون نہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا اثر کہان جا سکتا ہے۔

آثار صحابہ سب سے بڑا واقعہ زکوۃ کے متعلق جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت مین بلکہ خلیفہ ہوتے ہی ہوا یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ لوگ زکوۃ کے منکر ہوگئے اور یہ کہنے لگے کہ زکوۃ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین فرض تھی آپ کے بعد اُسکی فرضیت نہین رہی صحابہ نے اُن لوگونکو مرتد سمجھا اور اُنسے اُسی طرح جہاد کیا جیسے مرتدون سے کیا جاتا ہے چنانچہ صحیح بخاری مین مروی ہو کہ جب حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے اور عرب کے بعض لوگ مرتد ہوگئے اور حضرت صدیق نے اُنسے جہاد کا ارادہ کیا تو حضرت فاروق نے اُنسے عرض کیا کہ آپ ان لوگون سے کیون جہاد کرتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہو کہ جب کوئی لاالہ الا اللہ کہدے تو اُس کا جان و مال میری طرف سے مامون ہو جاتا ہو حضرت صدیق نے جواب دیا کہ خدا کی قسم جسنے نماز اور زکوۃ مین فرق سمجھا اُس سے مین ضرور لڑونگا خدا کی قسم اگر وہ اونٹ کا چھوٹا بچہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دیتے تھے اور مجھکو نہ دینگے تو مین اُنسے ضرور جہاد کرونگا حضرت فاروق فرماتے ہین کہ مین سمجھ گیا کہ اللہ نے ابوبکر کے دل مین یہ بات ڈالی ہے پس مجھکو یقین ہوگیا کہ یہ حق ہے۔

صحابہ مین بعض لوگ ایسے تھے کہ جو حاجت سے زاید ایک پیسے کا بھی رکھنا حرام سمجھتے تھے اور جو شخص ایسا کرے اُسکے لیے وہی عذاب بیان کرتے تھے جو الذین یکنزون الآیہ مین مذکور ہے حضرت ابوذر غفاری بدری رضی اللہ عنہ کا ذکر اس مقام مین خاص طور پر کیا جاتا ہے اُنکو اس مسئلے مین سخت غلو تھا تمام لوگ اُنکے مخالف ہوگئے اسی کے سبب سے اُنکو اپنا پیارا وطن مدینہ منورہ چھوڑنا پڑا مگر اس مسئلے سے نہ پھرے اخیر وقت تک یہی کہتے رہے کہ زائد از حاجت جو ایک پیسہ بھی رکھے گا وہ اُسی سخت عذاب کا مستحق ہے اور صحابہ کی عموماً یہ عادت کہ جس مسئلے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرتے تھے گو اُسکے اخذ کرنے مین اُنسے غلطی ہوئی ہو مگر پھر اُس سے رجوع نہ کرتے تھے۔ صحیح بخاری مین ہے کہ زید بن وہب کہتے ہین کہ ایک مرتبہ میرا گذر مقام ربذہ مین ہوا تو مجھکو ابوذر رضی اللہ عنہ ملے مین نے اُنسے پوچھا کہ آپ یہان کیسے رہتے ہین اُنھون نے کہا کہ مین شام مین تھا مجھ سے اور معاویہ سے اس آیت کی تفسیر مین اختلاف ہوا الذین یکنزون الذہب والفضۃ معاویہ کہتے تھے کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق مین ہے مین کہتا تھا کہ نہین اُنکے اور ہمارے سب کے حق مین ہے تو انھون نے حضرت عثمان کو میری شکایت لکھ بھیجی حضرت عثمان نے مجھکو مدینے مین بلا لیا مدینے والون نے میرے پاس سخت ہجوم کیا کہ گویا اس سے پہلے اُنھون نے مجھے دیکھا ہی نہ تھا مین نے حضرت عثمان سے یہ کیفیت بیان کی اُنھون نے کہا کہ اگر تم چاہو تو مدینے سے باہر کسی اور قریب کے مقام مین جا کر رہو اسی سبب سے مین یہان پڑا ہون۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی یہ بھی عادت تھی کہ جہاں لوگون کا مجمع دیکھتے تو زکوۃ کا وعظ ضرور کہتے۔

صحابہ کی تو یہ کیفیت تھی کہ جنکے پاس کچھ بھی نہ ہوتا تھا تو وہ صرف صدقہ دینے کے لیے مزدوری کرتے تھے بوجھ لادتے تھے صحیح بخاری مین ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صدقے کی آیت اُتری تو ہم بازار جاکر مزدوری کرتے تھے اور بوجھ اُٹھاتے تھے جو کچھ ہمکو مل جاتا اُس کو صدقے مین دیتے تھے اللہ اکبر اس حرص کو دیکھیے کھانے کو میسر نہ تھا مگر صدقے کے فضائل سنکر اُنسے نہ رہا گیا خاص صدقے کیلیے محنت مزدوری کرتے تھے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو صدقہ دینے کا حکم دیا حضرت فاروق فرماتے ہین کہ اسوقت اتفاق سے میرے پاس مال تھا مین اپنا نصف مال لے آیا اور اپنے دل مین کہا کہ اگر کبھی ابوبکر سے سبقت لیجاؤن گا تو وہ آج ہی کا دن ہوگا جب مین اپنا مال لایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمنے اپنے گھروالون کے لیے کس قدر چھوڑ دیا مین نے عرض کیا کہ اسی قدر اور ابوبکر اپنا کل مال لے آئے اُنسے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی پوچھا اُنھون نے عرض کیا کہ مین نے اپنے گھروالون کے لیے اللہ اور اُس کے رسول کو چھوڑ دیا ہے تب مین نے کہا کہ مین ابوبکر پر کبھی سبقت نہ لے جا سکون گا۔ (ترمذی)

غرضکہ اسی قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہین جنسے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کو جیسی سرگرمی اور دلدہی زکوۃ کے متعلق تھی اُسکی نظیر ملنا دشوار ہے۔

زکوۃ کے فضائل مین گو بظاہر ہمنے کچھ زیادہ بیان کیا مگر درحقیقت اسکی جسقدر تاکید اور

فضیلت شریعت اسلامیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) مین بیان فرمائی گئی ہے اسکا ایک شمہ بھی بیان نہین ہوا لیکن مین امید رکھتا ہون کہ جسکے دل مین ایک ذرہ برابر بھی ایمان ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ ایک دن مجھکو خداوند رب العزت کے حضور مین جانا ہے وہ ان قدر قلیل تاکیدون کے دیکھنے کے بعد بھی اس امر کی جرأت نہین کرسکتا کہ اداے زکوٰۃ مین ذرا بھی کوتاہی کرے کیا کسی مین ایسی طاقت ہے کہ اُن عذابون کی برداشت کرلے جو زکوٰۃ نہ دینے والون کیلئے حق تعالیٰ نے قرآن مجید مین ذکر فرمائے ہین۔

مقدمہ جسمین اُن اصطلاحی الفاظ کا بیان ہوگا جو زکوٰۃ کے مسائل مین مستعمل ہوتے ہین

نصاب مال کی وہ خاص خاص مقدارین جن پر شریعت نے زکوٰۃ فرض کی شلاً اونٹ کیلئے پانچ اور پچیس وغیرہ کا عدد اور بکری کے لیے چالیس اور ایک سو اکیس وغیرہ کا عدد اور چاندی کے لیے دوسو درم اور سونے کے لیے بیس مثقال۔

سائمہ - وہ جانور جنمین یہ تین باتین پائی جائین (١) سال کے اکثر حصے مین اپنے مُنھ سے چر کے اکتفا کرتے ہون اور گھر مین اُنکو کچھ نہ دیا جاتا ہو اگر نصف سال اپنے مُنھ سے چر کے رہتے ہون اور نصف سال اُنکو گھر مین کھلایا جاتا ہو تو پھر وہ سائمہ نہین ہین اسی طرح اگر گھانس اُنکے لیے گھر مین منگائی جاتی ہو خواہ وہ بقیمت یا بے قیمت تو پھر وہ سائمہ نہین ہین (٢) جو گھانس وہ چرتے ہون اُس کے چرنے کی کسی طرف سے ممانعت نہو اگر کسی کی منع کی ہوئی اور ناجائز گھانس

اُن کو چرائی جائے تب بھی وہ سائمہ نہ ہون گے (۳) دودھ کی غرض سے یا نسل کے زیادہ ہونے کیلیے رکھے گئے ہون - اگر دودھا ور نسل کی غرض سے نہ رکھے گئے ہون بلکہ گوشت کھانے کے لیے یا سواری کے لیے تو پھر وہ سائمہ نہ کہلائین گے

ضرورت اصلیہ - وہ ضرورت جو جان یا آبرو سے متعلق ہو یعنی اُسکے پورا نہ ہونے سے جان کے یا آبرو کے جانے کا خوف ہو مثلاً کھانا پینا کپڑے رہنے کا مکان پیشہ ور کو اُسکے پیشے کے اوزار وغیرہ -

درمؑ زکوۃ کے مسائل مین جب بولا جاتا ہی تو اس سے دو ماشہ اور ڈیڑھ رتی مراد ہوتی ہی اور ایک ماشہ آٹھ رتی کا ہوتا ہی اور ایک رتی چار جَو کی ہوتی ہی پس ایک درمؑ مین ستر جو ہوئے اور ساڑھے سترہ رتی -

مثقال تین ماشے اور ایک رتی کا ہوتا ہی اس لیے کہ مثقال بیس قیراط کا ہوتا ہی اور ایک قیراط پانچ جو کا ہوتا ہی پس ایک مثقال مین سو جو ہوئے اور سو جو کی (بحساب) چار جَو فی رتی) پچیس رتیان ہوئین اور پچیس رتی کے

عہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے مین درم مختلف وزن کے تھے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت مین جب دیکھا کہ درم کے مختلف ہونے سے لوگون مین نزاع ہوتی ہے تو اُنھون نے اس نزاع کے دور کرنے کیلئے ہر وزن کا ایک ایک درم لے کے گلوا دیا اور اُنکے تین درم برابر وزن کے بنوائے بعد اُسکے وزن کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ہر درم چودہ قیراط کا ہی پس اسی پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا اور تمام عرب مین یہی درم رائج ہوا اسی حساب سے تمام شرعی فرائض مثل زکوۃ اور حد سرقہ وغیرہ کے ادا ہونے لگے یہان درم کا وہی وزن لکھا گیا وہکذا فی البحر الرائق وغیرہ ۱۲ عہ علم الفقہ کی پہلی جلد کے صفحہ ۳۵ کے حاشیہ مین درم کا وزن دو ماشہ ایک رتی لکھا ہے مگر وہ صحیح نہین غلطی سے ایسا لکھدیا گیا ہے ۱۲

بحساب (آٹھ رتی فی ماشہ) تین ماشے ایک رتی ہوئی۔

صاعؔ - انگریزی سیر کے حساب سے جو کلدار اسی روپیہ کا ہوتا ہے سوا دو سیر نو تولے سات ماشے کا ہوتا ہے یا یون کہا جائے کہ پانچ ماشے کم دو سیر ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے غرضکہ پانچ ماشے کی کمی کوئی کمی نہین ایک صاع کو دو سیر ڈیڑھ پاؤ سمجھنا چاہیے کیونکہ حسب تصحیح محققین ایک صاع ایک ہزار چالیس درہم کا ہوتا ہے اور ہر درہم دو ماشے ڈیڑھ رتی کا پس صاع مین دو ہزار دو سو چھتر ماشے ہوے اور ان ماشون کے ایک سو نواسی تولے سات ماشے ہوے اور ان تولون کے بحساب اسی تولہ فی سیر دو سیر ایک پاؤ نو تولے سات ماشے ہوے۔

زکوۃ کے واجب ہونیکی شرطین

(۱) مسلمان ہونا کافر پر زکوۃ فرض نہین۔

(۲) بالغ ہونا۔ نابالغ پر زکوۃ فرض نہین۔ نابالغ کے ملک مین چاہے جس قدر مال آجائے مگر نہ اُسپر نہ اُسکے ولی پر کسی پر بھی زکوۃ فرض نہین۔

(۳) عاقل ہونا۔ مجنون پر زکوۃ فرض نہین نہ اُس شخص پر جسکے دماغ مین کوئی مرض پیدا ہوگیا اور اس سبب سے اُسکی عقل مین فتور آگیا ہو ہان اس قدر تفصیل ہے کہ جنون غیر اصلیؔ اور یہ نقصان عقل اگر پورے سال بھر رہیگا تو زکوۃ فرض ہوگی

عہ صاع کا وزن جو یہان لکھا گیا یہ عراقی صاع کا ہے جو حنفیہ کے یہان معتبر ہے اور یہ حساب صاحب دُرمختار اور دوسرے محققین حنفیہ کے موافق ہے اور صاحب شرح وقایہ نے صاع کے حساب مین اختلاف کیا ہے مگر وہ اکثر حنفیہ کے نزدیک مقبول نہین اس لیے اختیار نہین کیا گیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک حجازی صاع کا اعتبار ہے وہ انگریزی سیر سے ڈیڑھ سیر ایک چھٹانک کا ہوتا ہے ۱۲ عہ جنون اگر بالغ ہونیسے پہلے عارض ہوا ہو تو اصلی ہے ورنہ غیر اصلی ۱۲

اور اگر پورے سال بھر نہ رہے تو لغو سمجھا جائیگا اور زکوۃ فرض ہوگی البتہ اگر جنون اصلی ہو تو اُسکا ہر حال مین اعتبار ہوگا سال بھر نہ رہے تب بھی زکوۃ فرض نہ ہوگی مثلاً کسی کو سال مین دو ایک مرتبہ جنون ہوجائے تو اُس سال کی زکوۃ اُسپر فرض نہوگی بلکہ جس وقت سے اُسکا جنون زائل ہوا ہی اُسی وقت سے اُسکے سال کی ابتدا سمجھی جائیگی۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۴) زکوۃ کی فرضیت سے واقف ہونا یا دار الاسلام مین ہونا جو شخص زکوۃ کی فرضیت سے ناواقف ہوا ور دار الاسلام مین بھی نہ رہتا ہو اُسپر زکوۃ فرض نہین۔

(۵) آزاد ہونا غلام پر گو وہ مکاتب[۵] یا ماذون[۵] ہو زکوۃ فرض نہین۔

(۶) ایسی چیز کے نصاب کا مالک ہونا جو ایک سال تک قائم رہتی ہو۔ جو چیز ایک سال تک قائم نہ رہتی ہو جیسے ککڑی کھیرا خربوزہ تربوز اور باقی ترکاریان وغیرہ اُن پر زکوۃ فرض نہین۔

(۷) اُس مال پر ایک سال کامل کا گذرجانا بغیر ایک سال کے گذرے ہوے زکوۃ فرض نہین۔

(۸) سال کے شروع اور آخر مین نصاب کا پورا ہونا چاہیے سال کے درمیان مین کم ہوجائے۔ ہان اگر سال کے شروع یا آخر مین نصاب کم ہوجائے تو پھر زکوۃ فرض نہ ہوگی۔

---

[۵] مکاتب وہ غلام جسکو اُسکے آقا نے اس شرط پر آزاد کردیا ہو کہ وہ اسقدر روپیہ کماکر اُسکو دیدے جبتک وہ اسقدر روپیہ کماکر نہ دے غلام رہتا ہی اور بعد دیدینے کے آزاد ہوجاتا ہی ۱۲ عفی عنہ ماذون وہ غلام جسکو اُسکے آقا نے اجازت دی ہو کہ وہ کمائی کرے اور اپنے آقا کو لاکر دے ۱۲

(۹) اس مال کا ایسے قرض سے محفوظ ہونا جس کا مطالبہ بندون کی طرف سے ہوسکتا ہو خواہ وہ اللہ جل شانہ کا قرض ہو جیسے زکوۃ عشر خراج وغیرہ کہ حق اللہ تو ہین مگر اُنکا مطالبہ امام وقت کی طرف سے ہوسکتا ہے یا وہ قرض بندون کا ہو۔ زوجہ کا مہر بھی اسی قرض مین داخل ہے اگرچہ مؤجل ہو۔ جو مال اس قسم کے قرض مین مستغرق ہو یا اسقدر قرض ہو کہ اُسکے ادا کرنے کے بعد نصاب پورا نہ رہے تو اُس پر زکوۃ فرض نہین ہان اگر ایسا قرض ہو جس کا مطالبہ بندون کی طرف سے نہین ہوسکتا مثلاً کسی پر کفارہ واجب ہو یا حج تو اُسپر زکوۃ فرض ہوگی سال کے درمیان مین اگر قرض ہو جائے تو سمجھا جائیگا کہ وہ مال فنا ہوگیا یہان تک کہ اگر قرضخواہ اُس قرض کو معاف کردے تب بھی زکوۃ نہ دینا پڑیگی بلکہ جس وقت اُسنے معاف کیا ہے اُس وقت سے اُس مال کے سال کی ابتدا رکھی جائیگی۔

اگر کسی کے پاس کئی قسم کے مالون کا نصاب ہو اور اُسپر قرض ہو تو اُسکو چاہیے کہ قرض کو ایسی چیز کی طرف راجع کرے جسکی زکوۃ کم ہو اور اُسکی زکوۃ نہ دے مثلاً کسی کے پاس چاندی کا ایک نصاب ہو اور بکری کا بھی ایک نصاب ہو تو اُسکو چاہیئے کہ قرض کو چاندی کے نصاب کیطرف راجع کرے کیونکہ چاندی کے ایک نصاب کی زکوۃ بسبب اسکے کہ چاندی کے ایک نصاب کی زکوۃ ہے بکری کے ایک نصاب کی زکوۃ سے بہت کم ہوتی ہے ہان اگر وہ قرض اسقدر زیادہ ہو کہ ایک چیز کا نصاب اُسکے لیے کافی نہو تو پھر جتنے نصابون مین اُسکی ادائی ممکن ہو اُسی قدر نصابون کی طرف راجع کیا جائیگا اور اُنکی زکوۃ نہ دی جائیگی۔

(۱۰) وہ مال اپنی اصلی ضرورتون سے زائد ہو جو مال اصلی ضرورتون کے لیے ہو اُسپر زکوٰۃ فرض نہین۔ پس پہننے کے کپڑون پر اور رہنے کے گھر پر اور خدمت کے غلامون پر اور سواری کے گھوڑون پر اور خانہ داری کے اسباب پر زکوٰۃ فرض نہین اور اسی طرح اُن کتابون پر جو تجارت کی نہون خواہ کسی اہل علم کے پاس ہون یا کسی جاہل کے پاس ہون اور اسی طرح پیشہ ورون کے اوزار و اسباب پر زکوٰۃ فرض نہین خواہ وہ اوزار اس قسم کے ہون کہ اُنسے نفع لیا جائے اور وہ باقی رہین جیسے کلہاڑی بسولی وغیرہ یا ایسے ہون کہ نفع لینے سے اُن کی ذات فنا ہوتی جاتی ہو مگر اسمین یہ شرط ہے کہ اسکا اثر نہ باقی رہے جیسے صابون وغیرہ کہ دھونیسے خود فنا ہوتا جاتا ہے اور اُسکا اثر کپڑے پر باقی نہین رہتا اور اگر اثر باقی رہتا ہو تو اُسپر زکوٰۃ فرض ہوگی جیسے کسم کہ رنگنے سے فنا تو ہوتا ہے مگر اُسکا اثر کپڑے پر باقی رہجاتا ہے پس اسپر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

اور اسی طرح وہ روپیہ جو اپنی اصلی ضرورتون کے لیے رکھا ہو اُسپر بھی زکوٰۃ فرض نہین عـه بشرطیکہ وہ ضرورت اسی سال مین درپیش ہو اور اگر وہ ضرورت سال آیندہ مین پیش آنے والی ہو بالفعل نہو تو پھر اُسپر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (رد المحتار)

(۱۱) مال کا اپنے یا اپنے وکیل کے ملک و قبضے مین ہونا جو مال ملک اور قبضے مین نہ ہو یا ملک مین ہو قبضے مین نہ ہو یا قبضے مین ہو ملک مین نہ ہو اُسپر زکوٰۃ فرض

عـه بعض فقہانے لکھا ہے کہ روپیہ پر ہر حال مین زکوٰۃ فرض ہے خواہ ضرورت اصلیہ سے زائد ہو یا نہین مگر چونکہ علامہ ابن ملک نے تصریح کر دی ہے کہ اگر روپیہ اصلی ضرورتون کیلیے رکھا ہو تو اسپر زکوٰۃ فرض نہین اور متون فقہ کی ظاہر عبارت بھی اسی کی مؤید ہے لہذا علامہ شامی لکھتے ہین کہ بہتر یہ ہے کہ دونون قولون مین اس طرح تطبیق دیجائے کہ وہ ضرورت اگر بالفعل موجود ہے تو زکوٰۃ فرض نہوگی ورنہ ہوگی ۱۲ (رد المحتار)

نہین پس مکاتب کے کمائے ہوے مال مین زکوۃ نہین نہ اُسپر نہ اُسکے مولی پر اس لیے کہ وہ مال مکاتب کی ملک مین نہین گو قبضے مین ہے اور مولی کے قبضے مین نہین گو ملک مین ہے اور اسی طرح ماذون کی کمائی مین بھی زکوۃ فرض نہین اور رہن کی ہوئی چیز پر بھی زکوۃ فرض نہین نہ رہن رکھنے والے پر نہ رہن کرنیوالے پر اس لیے کہ رہن رکھنے والا اُسکا مالک نہین گو اُسپر قابض ہے اور رہن کرنیوالا اُسپر قابض نہین گو اُسکا مالک ہے اسی طرح جو مال ایک مدت تک کھویا رہا بعد اسکے مل گیا تو جس زمانے تک کھویا رہا اُس زمانے کی زکوۃ فرض نہین کیونکہ اُسوقت قبضے مین نہ تھا اسی طرح جو مال دریا مین گر جائے اور کچھ دنون کے بعد نکالا جائے تو جس زمانے تک گرا رہا اُس زمانے کی زکوۃ فرض نہین اسی طرح جو مال کسی جنگل مین دفن کر دیا گیا ہو اور اُسکا مقام یاد نہ ہو اور کچھ زمانے کے بعد یاد آجائے تو جتنے زمانے تک بھولا رہا اُسکی زکوۃ فرض نہین ہان اگر کسی مکان مین دفن کیا گیا ہو اور اُسکا مقام یاد نہ رہے اور پھر یاد آجائے تو جس زمانے مین بھولا رہا اُسکی زکوۃ فرض ہوگی کیونکہ وہ مال قبضے سے باہر نہین ہوا۔ اسی طرح جو مال کسی کے پاس امانت رکھا گیا ہو اور بھول جائے کہ کس کے پاس رکھا تھا اور پھر یاد آجائے تو جس زمانے تک بھولا رہا اُسکی زکوۃ فرض ہوگی بشرطیکہ وہ شخص جسکے پاس امانت رکھی گئی تھی اجنبی ہو اگر کسی جانے ہوے آدمی کے پاس امانت رکھی جائے اور یاد نہ رہے تو اس بھولے ہوے زمانے کی زکوۃ بھی فرض ہوگی اسی طرح اگر کسی کو کچھ قرض دیا جائے اور قرضدار انکار کر جائے اور کوئی تمسک یا گواہی اُسکی نہو خواہ قرضدار مالدار ہو یا مفلس پھر چند روز کے بعد وہ لوگون کے سامنے یا قاضی کے روبرو اقرار کرلے تو اس انکار کے زمانے کی

زکوۃ فرض نہو گی اسی طرح جو مال کسی سے ظلماً چھین لیا جائے اور پھر چند روز کے بعد وہ اُس کو مل جائے تو جس زمانے تک وہ اُس کو نہین ملا اُس زمانے کی زکوۃ اُسپر فرض نہو گی حاصل یہ کہ جب مال قبضہ یا ملک سے نکل جائیگا تو زکوۃ فرض نہو گی زکوۃ فرض ہونے کیلئے قبضہ اور ملک دونون کا ہونا شرط ہے۔

(۱۲) مال مین ان تین وصفون سے ایک وصف کا پایا جانا (۱) نقدیت (۲) سوم (۳) نیت تجارت۔ سونے اور چاندی مین نقدیت پائی جاتی ہی لہذا ان مین بہر حال زکوۃ فرض ہو گی خواہ نیت تجارت کی ہو یا نہین اور خواہ سونا چاندی مشکوک ہو یا غیر مشکوک اور خواہ اسکے زیور؏ یا برتن بنائے گئے ہون سائمہ جانورون مین سوم پایا جاتا ہے۔ غیر سائمہ جانور اور باقی اموال اگر انمین تجارت کی نیت کی جائے تو زکوۃ ہو گی ورنہ نہین۔ خواہ وہ مال کتنا ہی قیمتی اور از قسم جواہر کیون نہو۔ تجارت کی نیت مال کے مول لیتے وقت ہونا چاہیے اگر بعد

؏ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک زیور جو پہننے کیلئے ہو اُسپر زکوۃ فرض نہین ان کے نزدیک پہننے کا زیور بھی پہننے کے کپڑون کے حکم مین ہے مگر یہ صرف انکا قیاس ہے حنفیہ کہتے ہین کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید مین جہان چاندی سونے کی زکوۃ نہ دینے والون کی خرابی بیان فرمائی ہے وہان زیور کو مستثنے نہین کیا احادیث مین بھی کہین زیور کو مستثنے نہین فرمایا بلکہ صحیح احادیث مین زیور کی زکوۃ دینے کا حکم وارد ہوا ہے چنانچہ ابو داؤد مین عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کے ساتھ اسکی ایک لڑکی تھی جس کے ہاتھ مین سونے کے کنگن تھے آپنے پوچھا کہ تو اسکی زکوۃ دیتی ہے اُسنے عرض کیا کہ نہین آپنے فرمایا کہ کیا تجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اسکے بدلے مین اللہ تعالیٰ تجھے آگ کے کنگن پہنائے فتح القدیر مین ابو الحسن قطان سے نقل کیا ہے کہ اُنھون نے اس حدیث کو صحیح کہا اور منذری نے بھی اس کے سند کی تنقید کی اور ہر راوی کو جانچا اور اُسکو صحیح کہا اسی قسم کی اور حدیثین بھی ہین ۱۲

مول لینے کی نیت کی جائے تو وہ قابل اعتبار نہین تاوقتیکہ اوسکی تجارت شروع نہ کردی جائے اگر کوئی مال تجارت کے لیے مول لیا گیا ہو اور بعد مول لینے کے یہ نیت نہ رہے تو وہ مال تجارتی نہ رہیگا اور اُسپر زکوۃ فرض نہ رہیگی پھر اُسکے بعد اگر نیت کیجائے تو وہ قابل اعتبار نہ ہوگی جبتک کہ اُسکی تجارت شروع نہ کردی جائے

(۱۳) اُس مال مین کوئی دوسرا حق مثل عشر یا خراج کے واجب نہ ہو اگر عشر یا خراج اُس مال پر ہوگا تو پھر اُسپر زکوۃ فرض نہ ہوگی کیونکہ دو حق ایک مال پر فرض نہین ہوتے

زکوۃ کے صحیح ہونے کی شرطین

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر کا زکوۃ دینا صحیح نہین اگر کوئی کافر اپنے مال کی کئی سال پیشگی زکوۃ دیدے اور بعد اُس کے مسلمان ہوجائے تو وہ زکوۃ دینا اس کے لیئے کافی نہ ہوگا بلکہ اُس کو پھر زکوۃ دینا ہوگی۔

(۲) عاقل ہونا۔ مجنون اور ناقص العقل کی زکوۃ صحیح نہین۔

(۳) بالغ ہونا نابالغ کی زکوۃ صحیح نہین۔

(۴) زکوۃ کا مال فقیر کو دیتے وقت زکوۃ کی نیت کرنا یعنی دل مین یہ ارادہ کرنا کہ میرے اوپر جسقدر مال کا دینا فرض تھا محض اللہ پاک کی خوشنودی کے لیے دیتا ہون اگر کوئی شخص زکوۃ دیدینے کے بعد نیت کرے اور وہ مال فقیر کے پاس ابھی موجود ہو تو یہ نیت صحیح ہوجائے گی اور اگر وہ مال فقیر کے پاس خرچ ہوچکا ہے تو نیت صحیح نہ ہوگی اور اُسکو پھر دوبارہ زکوۃ دینا ہوگی۔ اگر کوئی شخص اپنے وکیل کو زکوۃ کا

مال تقسیم کے لیے دے اور اُس کو دیتے وقت زکوۃ کی نیت کرلے تو درست ہے خواہ وکیل فقیرون کو دیتے وقت نیت کرے یا نہین۔ اگر کوئی شخص اپنے مال مین سے زکوۃ کا مال علیحدہ کرلے اور علیحدہ کرتے وقت زکوۃ کی نیت اُسکے دل مین ہو تو یہ نیت کافی ہے گو فقیرون کو دیتے وقت نیت کرے۔

(۵) زکوۃ کے مال کا جس شخص کو دیا جائے اُسکو مالک اور قابض بنا دینا۔ اگر کوئی شخص کچھ کھانا پکوا کر فقیرون کو اپنے گھر مین جمع کرکے کھلاوے اور زکوۃ کی نیت کرے تو صحیح نہ ہوگا ہان اگر وہ کھانا فقیرون کو دیدے اور انھین اختیار دے کہ اُسکو جو چاہین کرین جہان چاہین کھائین تو پھر درست ہے

(۶) زکوۃ کا مال ایسے شخص کو دینا جو اُسکا مستحق ہو۔ اس مسئلے کی زیادہ تفصیل زکوۃ کے مستحقین کے بیان مین انشاء اللہ تعالیٰ آئیگی اسمین بعض صورتین ایسی بھی ہین کہ غیر مستحق کو دیدیا جائے اور پھر بھی درست ہو وہ سب وہین بیان کیجائینگی۔

چونکہ شریعت نے چار قسم کے مالون پر زکوۃ فرض کی ہے (۱) سائمہ جانورون پر (۲) سونے چاندی پر (۳) تجارتی مال پر خواہ وہ کسی قسم کا ہو (۴) کھیتی اور درختون کی پیداوار پر گو اس چوتھی قسم کو فقہا کی کتابون مین زکوۃ کے لفظ سے یاد نہین کرتے بلکہ عشر کہتے ہین لہٰذا ہر قسم کی زکوۃ علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہین۔

سائمہ جانورون کی زکوۃ کا بیان

سائمہ جانورون کی زکوۃ مین یہ شرط ہے کہ وہ جنگلی نہون جنگلی جانورون پر زکوۃ فرض نہین ہان اگر تجارت کی نیت سے رکھے جائین تو اُن پر تجارت کی زکوۃ

فرض ہوگی ۔ جو جانور کسی دیسی اور جنگلی جانور سے ملکر پیدا ہون تو اگر اُنکی مان دیسی ہی تو وہ دیسی سمجھے جائینگے اور اگر جنگلی ہے تو جنگلی سمجھے جائینگے **مثال** بکری اور ہرن سے کوئی جانور پیدا ہوا ہو تو وہ بکری کے حکم مین ہے اور نیل گاؤ اور گاے سے کوئی جانور پیدا ہو تو وہ گاے کے حکم مین ہے ۔

جو جانور سائمہ ہو اور سال کے درمیان مین اُسکے تجارت کی نیت کر لیجائے تو اس سال اُسکی زکوۃ نہ دینا پڑیگی اور جب سے اُسنے تجارت کی نیت کی ہو اُسوقت سے اُسکا تجارتی سال شروع ہوگا ۔

جانورون کے بچون پر اگر وہ تنہا ہون تو زکوۃ فرض نہین ہان اگر اُنکے ساتھ بڑا جانور بھی ہو گو ایک ہی ہو تو پھر ان پر بھی زکوۃ فرض ہوگی اور زکوۃ مین وہی بڑا جانور دیا جائیگا اور سال پورا ہونیکے بعد اگر وہ بڑا جانور مر جائے تو زکوۃ ساقط ہو جائیگی ۔ (درمختار وغیرہ)

وقف کے جانورون پر اور اُن گھوڑون پر جو دینی غزوے کیلئے رکھے گئے ہون زکوۃ فرض نہین ۔

گھوڑون پر خواہ وہ سائمہ ہون یا غیر سائمہ اور گدھے اور خچر پر بشرطیکہ تجارت کیلئے

ع امام صاحب کے نزدیک گھوڑون پر زکوۃ فرض ہو یہان ہمنے فرض نہونے کو جو لکھا یہ صاحبین کا قول ہو اور اسی پر اکثر فقہا مثل علامہ طحاوی اور قاضیخان اور زیلعی وغیرہ کا فتوی ہو گو صاحب فتح القدیر نے بہت کوشش کی ہو کہ امام صاحب کے قول کو ترجیح دین مگر جو دلائل انھون نے بیان کیے وہ ناکافی ہین دار قطنی مین مروی ہو کہ کچھ لوگ شام کے رہنے والے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہمارے پاس گھوڑے ہین ہم چاہتے ہین کہ اُنکی زکوۃ دین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ میرے صاحبین (یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ) مجھ سے پہلے کر گئے ہین وہی کرتا ہون پھر انھون نے صحابہ سے مشورہ کیا تو انھون نے کہا کہ بہتر ہو اور حضرت علی مرتضے نے فرمایا کہ بہتر ہے بشرطیکہ ایک چیز مقرر نہو جائے جو آپ کے بعد ہمیشہ لی جایا کرے اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق کے زمانہ مین گھوڑون کی زکوۃ نہ دیجاتی تھی اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی بطور فرض کے مقرر نہین کی ١٢

نہ ہون زکوۃ فرض نہین۔

اونٹ کا نصاب پانچ اونٹ مین زکوۃ فرض ہے اس سے کم مین زکوۃ نہین۔

پانچ اونٹ مین ایک بکری دینا فرض ہے خواہ نر ہو یا مادہ۔

چھ سے چوبیس تک کچھ نہین۔

پچیس اونٹ مین ایک ایسی اونٹنی جس کو دوسرا برس شروع ہو۔

چھبیس سے پینتیس تک کچھ نہین۔

چھتیس اونٹ مین ایک ایسی اونٹنی جس کو تیسرا برس شروع ہو چکا ہو۔

سینتیس سے پینتالیس تک کچھ نہین۔

چھیالیس اونٹ مین ایک ایسی اونٹنی جسکو چوتھا برس شروع ہو۔

سینتالیس سے ساٹھ تک کچھ نہین۔

اکسٹھ اونٹ مین ایک ایسی اونٹنی جس کو پانچوان برس شروع ہو۔

باسٹھ سے پچھتر تک کچھ نہین۔

چھہتر اونٹ مین دو اونٹنیان جن کو تیسرا برس شروع ہو۔

ستتر سے نوے تک کچھ نہین۔

اکانوے اونٹ مین دو اونٹنیان جن کو چوتھا برس شروع ہو۔

بانوے سے ایک سو بیس تک کچھ نہین۔

ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائین تو پھر نیا حساب کیا جائے گا یعنی اگر چار زیادہ ہین تو کچھ نہین جب زیادتی پانچ تک پہونچ جائے یعنی ایک سو پچیس ہو جائین تو ایک بکری اور پچیس اونٹ بڑھ جائین تو ایک دو برس والی

اونٹنی اور تیس اونٹ بڑھ جائین تو ایک چوتھے برس والی اونٹنی پھر جب اس سے بھی بڑھ جائین تو نئے سرے سے حساب ہوگا یعنی پانچ اونٹون مین ایک بکری اور پچیس مین ایک دو برس والی اونٹنی اور چھتیس مین ایک تیسرے برس والی اونٹنی پھر چھیالیس مین ایک چوتھے برس والی اونٹنی پھر جب اس سے بھی بڑھ جائین تو ہمیشہ اسی طرح نیا حساب ہوتا رہیگا۔

اونٹ کی زکوۃ مین اگر اونٹ دیا جائے تو مادہ ہونا چاہیے نر اگر دیا جائے گا تو صحیح نہین اور اگر قیمت دی جائے تو پھر اختیار ہے چاہے نر کی قیمت دے چاہے مادہ کی۔

گائے بھینس کا نصاب گائے اور بھینس دونون ایک قسم مین ہین دونونکا نصاب بھی ایک ہے اور اگر دونون کے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو تو دونون کو ملالین گے مثلاً بیس گائین ہون اور دس بھینسین تو دونون کو ملا کر تیس کا نصاب پورا کرلین گے مگر زکوۃ مین وہی جانور دیا جائے گا جس کی تعداد زیادہ ہو یعنی اگر گائے زیادہ ہین تو زکوۃ مین گائے دی جائے گی اور اگر بھینس زیادہ ہین تو زکوۃ مین بھینس دی جائے گی اور جو دونون برابر ہون تو پھر اختیار ہے۔

تیس گائے بھینس مین ایک گائے یا بھینس کا بچہ جو پورے ایک برس کا ہو۔ تیس سے کم مین کچھ نہین اور تیس کے بعد انتالیس تک بھی کچھ نہین۔

چالیس گائے بھینس مین پورے دو برس کا بچہ۔

ع اس حساب مین صرف اس قدر فرق ہے کہ پہلے چھتیس مین یہ زکوۃ تھی اور یہان تیس مین ہو گا اسکے بعد جو حساب ہین وہ سب پہلے حساب کے موافق ہین اور چھتیس کا نصاب نہین رکھا گیا ہے تیس کا نہین ۱۲

اکتالیس سے اُنسٹھ تک کچھ نہیں۔

جب ساٹھ ہو جائین تو ایک ایک برس کے دو بچے دیے جائین گے پھر جب ساٹھ سے زیادہ ہو جائین تو ہر تیس مین ایک برس کا بچہ اور ہر چالیس مین دو برس کا بچہ مثلاً ستر ہو جائین تو ایک ایک برس کا بچہ اور ایک دو برس کا بچہ کیونکہ ستر مین ایک تیس کا نصاب ہی اور ایک چالیس کا اور جب اسّی ہو جائین تو دو برس کے دو بچے کیونکہ اس مین چالیس کے دو نصاب ہین اور نوّے مین ایک ایک برس کے تین بچے کیونکہ نوّے مین تیس کے تین نصاب ہین اور سو مین دو بچے ایک ایک برس کے اور ایک بچہ دو برس کا کیونکہ سو مین دو نصاب تیس کے اور ایک نصاب چالیس کا ہے ہان جہان کہین دونون نصابون کا حساب مختلف نتیجہ پیدا کرتا ہو وہان اختیار ہے چاہے جس کا اعتبار کرین مثلاً ایک سو بیس مین چار نصاب تو تیس کے ہین اور تین نصاب چالیس کے پس اختیار ہے کہ تیس کے نصاب کا اعتبار کر کے ایک برس کے چار بچے دین یا چالیس کے نصاب کا اعتبار کر کے دو برس کے تین بچے دین۔ غرضکہ ساٹھ کے بعد پھر ہر دہائی سے نصاب بدلتا رہیگا دہائی سے کم بڑھے تو زکوۃ مین زیادتی نہ ہو گی وہی زکوۃ دینا ہو گی جو اس سے پہلے دی جاتی تھی۔

عـه یہ صاحبین کا قول ہی اور امام صاحب سے بھی ایک روایت مین یہی منقول ہی اور اسی پر محققین فقہا کی ایک جماعت کا فتوی ہی اور امام صاحب سے ایک روایت مین منقول ہی کہ چالیس سے جسقدر زیادہ ہونگے انکی زکوۃ بھی اسی حساب سے دی جائے گی مثلاً ایک زیادہ ہو تو دو برس والے بچے کا چالیسوان حصہ یعنی اسکی پوری قیمت کا چالیسوان حصہ اور دو زیادہ ہو جائین تو دو چالیسوین حصے وعلی ہذا القیاس مگر اس روایت کو محققین نے قبول نہین کیا۔ (دُر مختار۔ بحر الرائق۔ رد المختار) ۱۲

بکری بھیڑ کا نصاب زکوۃ کے بارے مین بکری بھیڑ سب یکسان ہین خواہ بھیڑ دم دار ہو جس کو دنبہ کہتے ہین یا معمولی ہو اگر دونون کا نصاب پورا ہو تو دونون کی زکوۃ علیحدہ دی جائیگی اور ہر ایک کا نصاب تو پورا نہ ہو مگر دونون کے ملالینے سے نصاب پورا ہوجاتا ہو تو دونون کو ملالینگے اور جو زیادہ ہوگا تو زکوۃ مین وہی دیا جائیگا اور دونون برابر ہون تو اختیار ہے۔

چالیس بکری یا بھیڑ مین ایک بکری یا بھیڑ۔

چالیس سے کم مین اور چالیس کے بعد ایک سو بیس تک کچھ نہین۔

ایک سو اکیس مین دو بھیڑ یا بکریان۔

ایک سو بائیس سے دو سو تک کچھ نہین۔

دو سو ایک مین تین بھیڑ یا بکریان

دو سو دو سے تین سو ننانوے تک کچھ نہین۔

چار سو مین چار بکریان یا بھیڑین۔

چار سو سے زیادہ ہون تو ہر سو مین ایک بکری کے حساب سے زکوۃ دینا ہوگی سو سے کم زیادتی مین کچھ نہین۔

بھیڑ بکری کی زکوۃ مین نر مادہ کی قید نہین ہان ایک سال سے کم کا بچہ نہونا چاہیے خواہ بھیڑ ہو یا بکری۔ (بحر الرائق)

چاندی سونے اور تجارتی مال کا نصاب چاندی سونے اور تمام تجارتی مالون مین چالیسوان حصہ زکوۃ فرض ہے۔

چاندی کا نصاب دو سو درم ہے جسکے چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے ہوتے ہین

جسکی زکوۃ دس ماشے ساڑھے سات رتی چاندی ہوئی کیونکہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے کا چالیسوان حصہ اسی قدر ہوتا ہے۔

چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے سے کم چاندی پر زکوۃ نہین۔

سونے کا نصاب بیس مثقال ہے جسکے پانچ تولے ڈھائی ماشے ہوتے ہین جسکی زکوۃ ایک ماشہ ساڑھے چار رتی سونا ہوا کیونکہ پانچ تولے ڈھائی ماشے کا چالیسوان حصہ اسی قدر ہوتا ہے۔

پانچ تولے ڈھائی ماشے سے کم سونے پر زکوۃ نہین۔

ع بعض لوگون نے چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے اور سونے کا ساڑھے سات تولے بیان کیا ہے مگر یہ خلاف تحقیق ہے ہدایہ اور بحرالرائق اور فقہ کی تمام معتبر کتابون مین اسکے خلاف ہے چنانچہ یہ سب لوگ کہتے ہین کہ چاندی کی زکوۃ مین وہ درم مراد ہین جس کے دس درم سات مثقال کے برابر ہون اور مثقال بالاتفاق تین ماشے اور ایک رتی کا ہوتا ہے پس سات مثقال کے اکیس ماشے سات رتی ہوے جس کو دس پر تقسیم کیا جائے تو دو ماشے ڈیڑہ رتی حاصل ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ ایک درم دو ماشے ڈیڑہ رتی کا ہوتا ہے اسکو اگر دو سو سے جو زکوۃ کا نصاب ہے ضرب دیجیے تو چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے ہوتا ہے پس یہی چاندی کا نصاب ہے اسی طرح سونے کے نصاب مین لوگون نے غلطی کی ہے تمام فقہا لکھتے ہین کہ سونے کا مثقال حساب سے تین ماشے ایک رتی کا ہوتا ہے پس تین ماشے ایک رتی کو بیس سے ضرب دیا جائے تو پانچ تولے ڈھائی ماشے ہوتا ہے۔ دوسری غلطی لوگون نے روپیہ کے تعداد بیان کرنے مین کی ہے بعض نے انگریزی سکہ دار باون روپیہ لکھے ہین اور بعض نے کچھ بعض نے کچھ حالانکہ اگر روپیہ انگریزی ساڑھے گیارہ ماشے کا ہوتا تو تقریبًا اڑتالیس مین نصاب پورا ہوتا ہے اور اگر روپیہ پورے تولہ بھر کا ہو جیساکہ مین نے بعض محقق سادہ کارون سے تحقیق کیا ہے تو چھتیس روپیہ ایک اٹھنی مین نصاب پورا ہو جائے گا مگر مین نے روپیہ کی تعداد کو قصدًا اس لیے نظرانداز کر دیا ہے کہ زکوۃ گنتی سے دینا خلاف احتیاط ہے تول کر دینا چاہیے پس روپیہ کو تولین جتنے روپیہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے کے ہون اُن کا ایک نصاب سمجھین اسی طرح سونے کی زکوۃ بھی تول کر دین ۱۲

تجارتی مال کا نصاب اسکی قیمت کے اعتبار سے ہوگا یعنی اگر اسکی قیمت چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی یا پانچ تولے ڈھائی ماشے سونے تک پہونچتی ہو تو اُسپر زکوۃ ہوگی ورنہ نہین۔ اگر چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی اور پانچ تولے ڈھائی ماشے سونا دونون قیمت مین برابر ہون تو اختیار ہے ورنہ جسکے اعتبار سے نصاب پورا ہو جائے یا جس کا رواج زیادہ ہو اُسی کا حساب کرین۔

سونے چاندی اور تجارتی مالون کا جو نصاب بیان کیا گیا اُس نصاب سے اگر کچھ مال زیادہ ہو جائے تو وہ زیادتی اگر نصاب کے پانچوین حصے کے برابر ہے تو اُسپر زکوۃ ہوگی ورنہ نہین مثلاً اگر کسی کے پاس علاوہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی کے سات تولے ایک ماشہ دو رتی چاندی اور بڑھ جائے تو اُسپر زکوۃ ہوگی کیونکہ یہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے کا پانچوان حصہ ہو اور اگر علاوہ پانچ تولے ڈھائی ماشے کے ایک تولہ چار رتی سونا اور بڑھجائے تو اُسپر زکوۃ ہوگی کیونکہ یہ پانچ تولے ڈھائی ماشے کا پانچوان حصہ ہے۔ اسی طرح جب پانچوین حصے کے برابر زیادتی ہو جائیگی تو اُسپر زکوۃ فرض ہوگی۔ پانچوین حصے سے کم زیادتی پر زکوۃ معاف ہے پیسون کا کوئی خاص نصاب نہین جب انکی قیمت چاندی یا سونے کے نصاب کے برابر ہو جائیگی تو انپر زکوۃ ہوگی ورنہ نہین۔

اگر کسی مال مین سونا اور چاندی دونون ملے ہوے ہون تو جو زیادہ ہوگا اسی کا اعتبار کیا جائے گا یعنی اگر سونا زیادہ ہے تو وہ سونا سمجھا جائیگا اور سونے کے نصاب سے اُسکی زکوۃ دی جائیگی اور اگر اُسمین چاندی زیادہ ہے تو وہ چاندی سمجھا جائے گا اور چاندی کے نصاب سے اسکی زکوۃ دی جائے گی۔

اگر چاندی یا سونے مین کسی اور چیز کا میل ہوجاوے اور وہ چیز غالب نہ ہو تو وہ کالعدم سمجھی جاویگی اور اگر وہ چیز غالب ہوگی تو اگر وہ تجارتی مال کے قسم سے ہی تو اُسکی قیمت کے اعتبار سے اُسمین زکوۃ فرض ہوگی اور اگر تجارتی مال نہین ہی تو اُسکی چاندی یا سونا اگر علیحدہ ہوسکتا ہو اور وہ بقدر نصاب کے ہو تو اُسپر زکوۃ ہوگی اور اگر علیحدہ نہ ہوسکتا ہو مگر شہر مین اسکا عام رواج ہو تب بھی اُسپر زکوۃ ہوگی اور اگر عام رواج نہو تو اپھر زکوۃ نہ ہوگی۔

اگر کسی کے پاس صرف چاندی کا نصاب بھی پورا نہ ہو اور صرف سونے کا بھی پورا نہ ہو مگر دونون کے ملا لینے سے نصاب پورا ہوجاتا ہو تو اُس وقت دونون کو ملالین گے مثلاً کسی کے پاس بارہ تولے چاندی ہو اور ایک تولہ سونا اور ایک تولہ سونے کی قیمت چوبیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی کے برابر ہوتی ہو تو دونون کو ملالین گے یعنی سمجھین گے کہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی ہو اور اسکی زکوۃ دی جائے گی اس صورت مین اختیار ہے چاہے کم کو زیادہ کے ساتھ ملائین اور چاہے زیادہ کو کم کے ساتھ مگر وہ صورت اختیار کرنی چاہیے جس سے نصاب پورا ہوجائے۔

اگر چاندی اور سونے کا نصاب پورا نہ ہو اور تجارتی مال بھی موجود ہو اور اسکے ملا لینے سے نصاب پورا ہوجاتا ہو تو اسکو بھی ملالین گے مثلاً کسی کے پاس چھ روپیہ ہون اور ایک تجارتی گھڑی ہو جسکی قیمت تیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی کے برابر ہو تو دونون کو ملا کر سمجھین گے کہ چاندی کا نصاب پورا ہے اور اُسکی زکوۃ دین گے۔

زکوۃ کے مسائل

(۱) اگر کچھ مال چند لوگون کی شرکت مین ہو تو ہر ایک کا حصہ علیحدہ کر کے اگر نصاب پورا ہوتا ہو تو زکوۃ اسپر فرض ہوگی ورنہ نہین مثلاً چالیس بکریان یا آدھ سیر چاندی دو آدمیون کی شرکت مین ہو تو کسی پر زکوۃ فرض نہ ہوگی کیونکہ ہر ایک کا حصہ علیحدہ کر دینے سے نصاب پورا نہین رہتا۔

(۲) دو نصابون کے درمیان مین جو مال ہو اُسپر زکوۃ معاف ہے وہ اگر ہلاک ہو جائے تو زکوۃ مین کچھ کمی نہ ہوگی[ع]۔

(۳) زکوۃ واجب ہو جانیکے بعد اگر مال ہلاک ہو جائے تو زکوۃ ساقط ہو جائیگی گو زکوۃ کے دینے کا وقت آگیا ہو اور حاکم وقت کیطرف سے اُسکا مطالبہ بھی کیا گیا ہو اور اُسنے کسی وجہ سے نہ دی ہو ہان اگر خود ہلاک کرے تو پھر اُسکو زکوۃ دینا ضروری ہوگی مثلاً جانورون کو چارہ پانی نہ دے اور وہ مر جائین یا کسی مال کو قصداً ضائع کر دے۔ کسی کو قرض یا عاریت دینے کے بعد اگر مال تلف ہو جائے تو اُسکا شمار ہلاک کرنے مین نہ ہوگا اور اسکی زکوۃ ساقط ہو جائیگی تجارتی مال کو تجارتی مال سے بدل لینا ہلاک کرنا نہین ہے لہٰذا اس بدل لینے سے زکوۃ ساقط ہو جائیگی۔ تجارتی مال کو غیر تجارتی مال سے بدل لینا اور اسی طرح سائمہ جانور کو دوسرے سائمہ جانور سے بدل لینا ہلاک کرنا ہے اور اس سے زکوۃ ساقط نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

(۴) زکوۃ مین اختیار ہے خواہ وہ چیز دی جائے جسپر زکوۃ واجب ہوئی ہے یا

ع صاحبین کے نزدیک اس صورت مین زکوۃ کم ہو جاتی ہے ۱۲

اوسکی قیمت دی جاۓ اور قیمت اُسی زمانے کی معتبر ہوگی جس زمانے مین زکوٰۃ دینا چاہتا ہی خواہ زمانہ وجوب کے اعتبار سے اُسوقت اُس چیز کی قیمت زیادہ ہو یا کم ہو مثلاً آخر سال مین جب زکوٰۃ فرض ہوئی تھی ایک بکری کی قیمت تین روپیہ تھی اور ادا کرتے وقت چار روپیہ ہو جاۓ یا دو روپیہ رہجاۓ تو اُسکو چار روپیہ یا دو روپیہ دینا ہونگے

(۵) اگر کل مال عمدہ ہی تو زکوٰۃ مین عمدہ مال دینا چاہیے اور اگر سب مال خراب ہے تو خراب مال دیا جاۓ اور اگر کچھ مال عمدہ اور کچھ خراب ہی تو زکوٰۃ مین متوسط درجے کا مال دینا چاہیے - اگر ادنے درجے کی چیز دی جاۓ اور اُسمین جسقدر کمی ہو اسکے بدلے مین کچھ قیمت دی جاۓ یا اعلیٰ درجے کی چیز دی جاۓ اور اُسمین جسقدر زیادتی ہی اُسکی قیمت واپس لے لی جاۓ تو جائز ہے -

(۶) جو مال سال کے اندر حاصل ہوا ہو خواہ مول لینے سے یا تناسل سے یا وراثت سے یا ہبہ وغیرہ سے وہ اپنے ہمجنس نصاب کے ساتھ ملا دیا جائیگا اور اُسی کے ساتھ اسکی بھی زکوٰۃ دیجائیگی مثال شروع سال مین پچیس اونٹ تھے سال کے درمیان مین اُنکے پچیس بچے ہوۓ تو اب سال کے ختم پر پہنچکے بھی اُن اونٹون کے ساتھ ملا دیے جائینگے اور کل اونٹون کی زکوٰۃ مین چوتھے برس کا اونٹ دینا ہوگا گو ان بچون پر ابھی پورا سال نہین گذرا ہی ہان اگر اس مال کے ملا دینے سے ایک ہی مال پر دو مرتبہ زکوٰۃ دینا پڑے تو پھر نہ ملائینگے مثلاً کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ دے چکا ہو بعد اسکے اس زرکی اُس روپیہ سے کچھ جانور مول لے تو وہ جانور اپنے ہمجنس نصاب کے ساتھ نہ ملاۓ جائینگے ورنہ اُنکی زکوٰۃ پھر دینا ہوگی اور ابھی اُنکی قیمت کی زکوٰۃ دی جاچکی ہے اسی طرح اگر کوئی شخص جانورونکی زکوٰۃ دے چکا ہو بعد اسکے اُن مزکّی جانورون کو بیچ ڈالے

تو اُنکی قیمت کا روپیہ روپئے کے نصاب کے ساتھ نہ ملایا جائے گا۔

(۷) اگر کسی شخص کے پاس کوئی تجارتی مال ہو مگر اسکی قیمت نصاب سے کم ہو پھر چند روز کے بعد اس چیز کے گران ہو جانیکے سبب سے اسکی قیمت بڑھکر بقدر نصاب کے ہو جائے تو جس وقت سے قیمت بڑھ گئی ہے اُسی وقت سے اسکے سال کی ابتدا رکھی جائے گی۔ (طحطاوی مراقی الفلاح)

(۸) ہر چیز کا نفع جو سال کے اندر حاصل ہوا ہو اُسکی اصل کے ساتھ ملایا جائے گا اور آخر سال ہین جب اُسکی اصل کی زکوٰۃ دی جائیگی تو اسکی زکوٰۃ بھی دی جائے گی گو اسپر پورا سال نہین گذرا۔

(۹) اگر کسی شخص کے پاس ایک مال کے دو نصاب ایسے ہون کہ ایک دوسرے کے ساتھ ملایا نہین جا سکتا مثلاً زکوٰۃ دیے ہوئے جانورونکی قیمت کا کچھ روپیہ ہو اور کچھ روپیہ اُسکا اُسکے علاوہ ہو پھر اُسکو کہین سے کچھ روپیہ اور مل جائے تو یہ روپیہ اُس روپیہ کے ساتھ ملایا جائیگا جس کا سال پہلے ختم ہوتا ہو یعنی اگر بکریون کی قیمت کے روپے کا سال پہلے ختم ہوتا ہو تو یہ روپیہ اسکے ساتھ ملایا جائیگا اور اگر دوسرے روپیہ کا سال پہلے ختم ہوتا ہو تو یہ روپیہ اُسکے ساتھ ملایا جائے گا۔

(۱۰) اگر حاکم وقت کوئی مسلمان عادل ہے تو اس کو ہر قسم کے مال کی زکوٰۃ لینے کا حق حاصل ہے وہ تمام لوگون سے زکوٰۃ وصول کر کے مستحقین پر صرف کریگا۔

(۱۱) اگر حاکم وقت کوئی ظالم یا غیر مسلم ہو تو اسکو زکوٰۃ کے لینے کا کچھ حق نہین ہے اور اگر جبراً لے لے تو دیکھنا چاہیے کہ اُسنے اُس مال کو مستحقین پر صرف کیا یا نہین اگر مستحقین پر صرف کیا ہو تو خیر ورنہ اُن لوگونکو چاہیے کہ پھر دوبارہ زکوٰۃ نکالین اور بطور خود مستحقین

پر تقسیم کرین (درمختار وغیرہ)

(۱۲) اگر کوئی شخص زکوۃ نہ دیتا ہو تو حاکم وقت کو چاہیے کہ اسکو قید کر دے اور اس سے زکوۃ طلب کرے جبراً اُسکے مال کا قرق کر لینا نہ چاہیے کیونکہ زکوۃ کے صحیح ہونے مین نیت شرط ہے اور یہ بات ظاہر ہی کہ جب اس کا مال جبراً لیا جائیگا تو وہ نیت زکوۃ کی نہ کرے گا۔

(۱۳) اگر کوئی شخص حرام مال کو حلال مال کے ساتھ ملاوے تو سب کی زکوۃ اسکو دینا ہو گی

(۱۴) اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوۃ سال ختم ہونیسے پہلے یا کئی سال کی پیشگی دیدے تو جائز ہے۔

(۱۵) اگر کوئی شخص زکوۃ واجب ہو جانے کے بعد مر جائے تو اُسکے مال کی زکوۃ نہ لی جائے گی ہان اگر وہ وصیت کر گیا ہو تو اُسکا تہائی مال زکوۃ مین لے لیا جائیگا گو یہ تہائی پوری زکوۃ کو کفایت نہ کرے اور اگر اُسکے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر راضی ہون تو جس قدر وہ اپنی خوشی سے دیدین لے لیا جائیگا۔

(۱۶) اگر کسی کو شک پیدا ہو جائے کہ اُسنے زکوۃ دی ہے یا نہین تو اسکو چاہیے کہ پھر دیدے۔

(۱۷) جو دین کہ اُسکا ثبوت کافی داین کے پاس موجود ہو یا مدیون اُس دین سے منکر نہو اور وہ دین قوی ہو یا متوسط تو ایسی حالت مین اُس دین کی زکوۃ دینا داین کے ذمہ لازم ہے مگر بعد قبضہ کے دین قوی مین تو بعد چالیس درہم پر قبضہ کے اور دین متوسط مین دوسو

ع جو شخص کسی کو قرض دے اُسکو داین کہتے ہین اور قرضدار کو مدیون کہتے ہین ثبوت کافی کی قید اسواسطے لگائی گئی کہ اگر ثبوت کافی نہ ہو اور مدیون بھی منکر ہو تو زکوۃ نہ دینا پڑیگی جیساکہ اوپر مذکور ہو چکا ۱۲

درم پر قبضہ پانیکے بعد۔ اور اگر ضعیف ہو تو اسکی زکوۃ دینا لازم نہیں ہاں جب وہ قبضہ مین آجائیگا اور اسپر ایک سال گذریگا تو مثل اور مالون کے اُسکی زکوۃ بھی دینی ہوگی

دین کی تین قسمین ہین[ع] قوی متوسط ضعیف۔

قوی وہ دین ہی جو کسی کو بطور قرض کے دیا گیا ہو یا کسی ایسے مال کا عوض ہو کہ جسپر زکوۃ فرض ہی مثلاً کسی نے اپنی سائمہ بکریان کسی کے ہاتھ اودھار فروخت کی ہون تو اُن کی قیمت مشتری کے ذمہ دین قوی ہے اور اسی طرح اگر کسی اور تجارتی مال کو اودھار فروخت کیا ہو تو اُسکی قیمت بھی مشتری کے ذمہ دین قوی ہے اور جب بائع کو اُس کی قیمت مین سے چالیس درہم ملجائین گے تو اُسے اُن مقبوضہ درمون کی زکوۃ اُس وقت سے دینا ہوگی کہ جب سے وہ اصل مال جس کی یہ قیمت ہی اُسکے پاس تھا مثال کسی شخص نے اپنی سائمہ سو بکریان جو اُسکے پاس چھ مہینے سے تھین اودھار بیچین اور چھ مہینے کے بعد اُسے دو سو درم ملے تو ان دو سو درمون کی زکوۃ پانچ درم اُسکو فوراً دینا چاہیے کیونکہ انپر ایک سال کامل گذر گیا چھ مہینے تو اسکے اصل کے یعنی وہ بکریان جو اُسکے پاس رہی تھین اور چھ مہینے مدیون کے پاس اس مال کو گذرے۔

متوسط وہ دین ہی جو ایسے مال کا عوض ہو جسپر زکوۃ واجب نہین ہوتی مثلاً کسی نے اپنی خدمت کے غلام یا غیر سائمہ بکریان کسی کے ہاتھ اودھار بیچین تو اونکی قیمت مشتری پر دین متوسط کی قسم سے ہی اور دین متوسط کا سال اسکی اصل کے زمانہ سے نہ رکھا جائیگا کیونکہ اسکی اصل پر تو زکوۃ فرض ہی نہ تھی بلکہ اُس زمانہ سے رکھا جائیگا

ع دین کی تین قسمین امام صاحب کے نزدیک ہین صاحبین کے نزدیک ہر دین مین زکوۃ فرض ہی ۱۲

جب سے وہ مال اُسنے بیچا ہے۔

ضعیف وہ دین ہے جو کسی مال کے عوض مین نہ ہو مثل دین مہر اور دین دیت اور دین کتابت اور دین خلع وغیرہ کے۔ اس دین کی زکوۃ ادا مین پر فرض نہین ہان جب وہ اُسکے قبضے مین آجائیگا اور اُسپر بعد قبضے کے ایک سال گذر جائیگا تو اُسکی زکوۃ دینا ہوگی۔

اور اگر دین نصاب سے کم ہو تو اُسپر کسی حال مین زکوۃ فرض نہین اگرچہ قوی یا متوسط کیون نہ ہو ہان اگر اسکے پاس اُسکا ہمجنس نصاب کوئی موجود ہے تو یہ دین بعد قبضے کے اُس اپنے ہمجنس نصاب کے ساتھ ملادیا جائیگا اور جب اُسکا سال ختم ہوگا تو اُسکے ساتھ اس دین کی بھی زکوۃ دی جائیگی جیسا کہ ہم چھٹے نمبر مین بیان کر چکے ہین۔

اور اگر ایک سال کے بعد دائن اپنا دین مدیون کو معاف کردے تو پھر زکوۃ اس ایک سال کی اُسکو دینا پڑیگی۔ ہان اگر وہ مدیون مالدار ہو تو اسکو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائیگا اور دائن کو زکوۃ دینا پڑیگی کیونکہ زکوتی مال کے ہلاک کردینے سے زکوۃ ساقط نہین ہوتی جیسا کہ اوپر گذر چکا (بحر الرائق)

اگر کسی عورت کو نکاح کے بعد پورا مہر ملجائے اور ایک سال تک اسکے قبضے مین رہے اور بعد اسکے اُسکا شوہر قبل خلوت صحیحہ کے اُسے طلاق دیدے اور دیے ہوئے مہر مین سے نصف واپس کرلے تو اگر وہ مہر نقد یعنی سونے چاندی کی قسم سے ہے تو اُس عورت کو پورے مہر کی زکوۃ دینا ہوگی اور اگر وہ نقد کی قسم سے نہین ہے تو پھر پورے مہر کی زکوۃ اسکے ذمے نہوگی بلکہ نصف کی ہوگی۔

(۱۸) اگر کوئی شخص اپنا مال کسی کو ہبہ کردے اور بعد ایک سال کے رجوع کرے یعنی وہ ہبہ کی ہوئی چیز واپس کرے تو اس سال کی زکوۃ واہب پر ہوگی نہ موہوب کے پر۔ اور ہبہ کرنے سے پہلے جتنے زمانہ تک وہ مال واہب کے قبضے مین رہا تھا وہ زمانہ کالعدم سمجھا جائیگا اُسکا حساب نہ کیا جائیگا مثلاً کسی نے زکوٰتی مال دس مہینے تک اپنے پاس رکھکر کسی کو ہبہ کردیا اور پھر چند روز کے بعد اُس سے واپس لے لیا تو اب وہ پہلا زمانہ محسوب کرکے دو مہینے کے بعد اس پر زکوۃ دینے کا حکم نہ دیا جائیگا بلکہ جب از سر نو پورا سال گذریگا تب اس پر زکوۃ فرض ہوگی۔ اور اگر کوئی شخص خاصکر زکوۃ کے ساقط کرنے کی نیت سے یہ حیلہ کرے کہ زکوۃ کا سال جب ختم ہونے کے قریب آئے تو وہ مال کسی کو ہبہ کردے پھر واپس لے لے تو اگرچہ زکوۃ ساقط ہوجائیگی مگر یہ فعل اُسکا مکروہ تحریمی ہوگا؏ کیونکہ اسمین فقیرون کا نقصان اور اُن کے حق کا باطل کرنا اور زکوۃ کے دروازے کا بند کرنا ہے۔

عُشر یعنی زمین کی پیداوار کی زکوۃ کا بیان

عُشر عربی زبان مین دسوین حصہ کو کہتے ہین اور یہان اس سے مراد عام ہے خواہ دسوان حصہ ہو یا اُسکا نصف یعنے بیسوان حصہ یا اُسکا دونا یعنی پانچوان حصہ کیونکہ بعض صورتون مین عُشر واجب ہوتا ہو جبکہ بعض مین اُسکا نصف بعض مین اُسکا دونا

؏ امام ابویوسف کے نزدیک اس قسم کا حیلہ کرنا مکروہ نہین ہے بشرطیکہ نیت زکوۃ کے ساقط کرنیکی نہو بلکہ یہ مقصود ہو کہ زکوۃ میرے ذمہ واجب ہی نہ ہو اور اگر کوئی شخص بسبب بخل کے ایسا کرے یا اُسکی نیت یہی ہو کہ مجھے زکوۃ نہ دینا پڑے تو اُن کے نزدیک بھی مکروہ ہے بعض کوتاہ اندیشون نے امام ابویوسف کی نسبت لکھدیا ہے کہ وہ خود زکوۃ ساقط کرنے کیلئے اس قسم کا حیلہ کیا کرتے تھے محض غلط ہے

زمین کی پیداوار سے کھیتی اور درختوں کے پھل اور شہد مراد ہے ان تمام چیزوں کا عشر نکالنا فرض ہے عشر کا ثبوت قرآن مجید سے بھی ہے اور احادیث سے بھی اور اجماع و قیاس بھی اسکی فرضیت پر دلالت کرتے ہیں **قوله تعالیٰ** انفقوا من طیبات ما کسبتم و مما اخرجنا لکم من الارض واٰتوا حقه یوم حصاده کا ترجمہ (ہماری راہ میں) اپنی پاکیزہ کمائیوں سے اور اُس چیز سے جو ہمنے تمھارے لئے زمین سے پیدا کی ہے خرچ کرو قوله تعالیٰ واٰتوا حقه یوم حصاده **ترجمہ** زمین کی پیداوار کا حق دیدو (جو) اسکے کٹنے کے دن ثابت ہوتا ہے تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اُس حق سے عشر اور نصف عشر مراد ہے سائمہ جانوروں اور نقد اور تجارتی مالوں کی زکوٰۃ میں اور عشر میں سات فرق ہیں (۱) عشر کے واجب ہونے میں کسی نصاب کی شرط نہیں ہے[ع] قلیل اور کثیر ہر چیز میں عشر واجب ہوتا ہے بشرطیکہ ایک صاع سے کم نہ ہو (۲) اسمیں یہ بھی شرط نہیں کہ وہ چیز ایک سال تک باقی رہ سکے جو چیزیں نہ باقی رہ سکیں انپر بھی عشر واجب ہے جیسے ترکاریاں کھیرا ککڑی تربوز خربوزہ لیموں نارنگی امرود آم وغیرہ (۳) اسمیں ایک سال کے گذرنے کی بھی قید نہیں حتی کہ اگر کسی زمین میں سال کے اندر دو مرتبہ کاشت کیجائے تو ہر مرتبہ کی پیداوار میں عشر واجب ہوگا۔ سال میں دو مرتبہ تو اکثر زمینیں کاشت کیجاتی ہیں مگر درختوں میں سوا امرود کے کوئی درخت سال میں دو مرتبہ نہیں پھلتا اور بالفرض اگر کوئی درخت دو مرتبہ یا اس سے زیادہ پھلے

ع یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے صاحبین کے نزدیک اور نیز امام شافعی کے نزدیک پانچ وسق سے کم میں عشر فرض نہیں ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ صاع کی تحقیق اوپر گذر چکی اور امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تحقیق جہل آثار میں آئیگی۔

تو ہر مرتبہ عشر دینا ہوگا (۴) عشر کے واجب ہونے کیلئے عاقل ہونے کی بھی شرط نہین مجنون کے مال مین بھی عشر واجب ہے (۵) بالغ ہونا بھی شرط نہین نابالغ کے مال مین بھی عشر واجب ہی (۶) آزاد ہونا بھی شرط نہین مکاتب اور ماذون کے مال مین بھی عشر واجب ہی (۷) زمین کا مالک ہونا بھی شرط نہین اگر وقف کی زمین ہو یا کرایہ کی تو اسکی پیداوار پر بھی عشر واجب ہی۔ ہان یہ شرط ضرور ہے کہ وہ چیز قصداً بوئی گئی ہو یا وہ خرید فروخت کے قابل ہو اگر خودرو اور بے قیمت چیز ہو جیسے گھانس وغیرہ تو اس پر عشر نہین ایک چیز بعض مقامات مین قابل قدر ہوتی ہے اور اسکی خرید و فروخت کیجاتی ہی اور بعض مقامات مین وہی چیز بیقدر ہوتی ہے کوئی اسکی خرید و فروخت نہین کرتا وہ قابل قدر ہو اسپر عشر واجب ہوگا اور جہان بیقدر رہے وہان نہ ہوگا اور یہ بھی شرط ہے کہ اُس زمین پر خراج واجب نہ ہو اگر خراج واجب ہوگا تو پھر عشر واجب نہین ہو سکتا کیونکہ دو حق ایک زمین پر واجب نہین ہوتے۔

جو زمین کہ خراجی نہ ہو اور وہ بارش کے یا دریا کے پانی سے سینچی جاے تو اسکی پیداوار مین عشر فرض ہی۔ اور جو زمین کنوین سے سینچی جائے خواہ بذریعہ پُر کے یا بذریعہ ڈول کے یا مول کے پانی سے تو اسکی پیداوار مین عشر کا نصف یعنی بیسوان حصہ فرض ہی۔

اور اگر کوئی زمین دونون قسم کے پانیون سے سینچی گئی ہو تو اسمین اکثر کا اعتبار ہوگا یعنی اگر زیادہ تر بارش یا دریا کے پانی سے سینچی گئی ہے تو عشر دینا پڑیگا اور اگر زیادہ تر کنوین سے یا مول کے پانی سے سینچی گئی ہو تو نصف عشر دینا ہوگا اور جو

دونون قسم کے پانی برابر ہون تو بھی نصف عشر دینا ہوگا۔

پہاڑ اور جنگل کی پیداوار مین بھی عشر ہے بشرطیکہ امام یا حاکم اسلام نے راہزنون اور کافرون سے اسکی حمایت کی ہو۔

جسقدر پیداوار ہے اُس سب کا عشر ہونا چاہیئے بغیر اس کے کہ بیج کی قیمت بیلون کا کرایہ ہل چلانے والے باغ یا کھیت کی حفاظت کرنے والون کی مزدوری یا کھیت کا لگان وغیرہ اس سے وضع کیا جاے مثال کسی کھیت مین بیس من غلہ پیدا ہوا تو اسکو چاہیے کہ دو من عشر مین نکال دے۔ اگر زمین بارش یا دریا سے سینچی گئی ہو اور جو کنوین وغیرہ سے سینچی گئی ہو تو ایک من نکالے یہ نہ کرے کہ اس بیس من غلہ سے تمام اُس کے اخراجات کاشت نکالنے کے بعد جو باقی رہجاے مثلاً دس من رہجاے تو اُسکا عشر یعنی ایک من یا نصف عشر دینے بیس سیر نکالے۔

مسلمان پر ابتداءً خراج نہ مقرر کیا جائیگا بلکہ اُس کے لائق یہی ہے کہ اُسپر عشر مقرر کیا جاے کیونکہ عشر ایک قسم کی عبادت ہے اور خراج محصول ہے لیکن اگر خراجی زمین کوئی مسلمان خریدے گا تو پھر اُسپر بھی خراج واجب ہو جائیگا۔

زمین کی تین قسمین ہین عشری خراجی تضعیفی

عشری وہ زمین ہے کہ جبکہ مسلمانون نے بزور شمشیر فتح کیا ہو اور وہان کی زمین اپنے لشکر پر تقسیم کردی ہو یا وہان کے رہنے والے اپنی خوشی سے مسلمان ہوگئے ہون عرب کی اور بصرہ کی زمین باوجود ان شرائط کے نہ پائے جانے کے بھی عشری ہے خراجی وہ زمین ہے جسکو اہل اسلام نے بزور شمشیر فتح نہ کیا ہو اور وہان کی

زمین بذریعہ صلح کے فتح ہوئی ہو عراق کی زمین باوجود ان شرائط کے نہ پائے جانے کے بھی خراجی ہے۔

تضعیفی وہ عشری زمین ہے جو کسی بنی تغلب عہ کے نصرانی کے قبضہ مین ہو تضعیفی اسکو اس سبب سے کہتے ہین کہ بنی تغلب کے نصرانیون کو عشری زمین کی پیداوار مین عشر کا ضعف (دونا) یعنی کل پیداوار کا پانچوان حصہ دینا ہوتا ہی۔

مسلمان اگر عشری زمین کو خریدے گا تو اس کے پاس بھی عشری رہیگی اور خراجی کو خریدے گا تو اس کے پاس بھی خراجی رہیگی اور تضعیفی کو خریدیگا تو اس کے پاس بھی تضعیفی رہے گی۔

تغلبی اگر عشری زمین کو خریدے گا تو اسکی ملک مین آتے ہی تضعیفی ہو جائگی اور جو خراجی کو خریدے گا تو خراجی رہیگی اور جو تضعیفی کو خریدیگا تو تضعیفی رہے گی۔

اگر کوئی ذمی خراجی یا تضعیفی زمین کو خریدے گا تو بدستور اسکے پاس بھی خراجی اور تضعیفی رہیگی اور جو عشری زمین خریدیگا تو وہ اس کے ملک مین آتے ہی خراجی ہو جائیگی اگر جسوقت عشری زمین جو اسکے ملک مین آنے سے خراجی ہو گئی ہے بذریعہ حق شفعہ کے کسی مسلمان کے ملک مین چلی جائیگی تو پھر عشری ہو جائیگی

عہ بنی تغلب عرب کا ایک قبیلہ ہے اس قبیلہ کے نصرانیون سے حضرت عمر نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ جسقدر مسلمانون سے لیا جاتا ہے اسکا دونا انسے لیا جائیگا اسی واسطے ابتک وہ قاعدہ جاری ہے یہ مسئلہ اگرچہ ہندوستانیون کے لئے غیر ضروری ہے کیونکہ وہ قوم ہی نہین اور ہو بھی تو کیا عشر لینا تو بادشاہ کا کام ہے مگر صرف علم کی غرض سے یہ مسئلہ لکھدیا گیا ۱۲

INST. OF ISLAMIC STUDIES, IND. NEW DELHI-110062. LIBRARY
24020

اسی طرح اگر کوئی کافر مسلمان سے عشری زمین مول لے اور پھر بسبب بیع کے فاسد ہونے یا خیار شرط۔ یا خیار رویت کے ذریعہ سے اسی مسلمان کے پاس واپس آجائے تو عشری ہی رہے گی اور جو خیار عیب کے سبب سے واپس کی جائے تو اس مین شرط ہے کہ قاضی کے حکم سے واپس ہو تو عشری رہیگی اور جو بے حکم قاضی کے واپس کیجاے تو خراجی ہو جائیگی۔

ہندوستان کی زمینین جو مسلمانون کے قبضے مین ہین اُنکی نو حالتین ہین (۱) بادشاہان اسلام کے وقت سے موروثی ہین (۲) موروثی ہین مگر بادشاہی وقت سے نہین اور معلوم نہین کیونکر قبضے مین آئین (۳) مسلمانون نے مسلمانون سے مول لی ہین اور اُن بیچنے والے مسلمانون نے بھی مسلمانون سے مول لی ہین (۴) مسلمانون نے مسلمانون سے مول لی ہین مگر یہ معلوم نہین کہ اُن بیچنے والے مسلمانون نے کس سے مول لے لین (۵) سرکار انگلشیہ نے بطور معافی کے عنایت کی ہین اور وہ اس سے پہلے مسلمانون کے ملک مین تھین (٦) سرکار انگلشیہ نے بطور معافی کے عنایت کی ہین اور معلوم نہین کہ وہ اس سے پہلے کس ملک مین تھین (۷) مسلمانون نے مسلمانون سے مول لین اور اُن بیچنے والے مسلمانون نے غیر مسلم سے مول لی تھین (۸) مسلمانون نے غیر مسلم سے مول لین (۹) سرکار انگلشیہ نے بطور معافی کے عنایت کین اور وہ اس سے پہلے غیر مسلم کی مملوکہ تھین۔

پہلی پانچون صورتون مین اُن زمینون کی پیداوار پر اگر وہ بارش یا دریا کے پانی سے سینچی جائین تو عشر فرض ہے۔ اور جو مول کے پانی سے یا کنوین

سے سینچی جایئن تو نصف عشر فرض ہے کیونکہ ان سب صورتون مین یہ زمینین یا تو مملوکہ اہل اسلام ہین یا کچھ معلوم نہین نہ معلوم ہونے کی صورت مین بھی انھین کی مملوکہ سمجھی جائینگی کیونکہ انھین کی سلطنت تھی اور مسلمانون کی مملوکہ زمینون پر عشر یا نصف عشر ہی فرض ہوتا ہی اور آخر کی چار صورتون مین اُن زمینونکی پیداوار پر عشر واجب نہین بلکہ وہ زمینین خراجی ہین یعنی اگر بادشاہ اسلام ہوتا تو انپر خراج ہوتا۔ سرکاری مالگذاری جو دیجاتی ہے یہ عشر مین محسوب نہین ہوسکتی کیونکہ عشر کے مصارف مین صرف نہین کیجاتی پس اس کے دینے سے عشر ساقط نہ ہوگا۔

اگر کوئی ذمی کافر اپنے گھر یا افتادہ زمین کو باغ یا کھیت بنائے تو وہ خراجی ہے اگر کوئی مسلمان اپنے گھر یا افتادہ زمین کو باغ یا کھیت بنائے تو اگر اسکی سینچائی خراج کے پانی سے کرے تو خراجی ہے اور اگر عشر کے پانی سے کرے تو عشری ہے۔ اور اگر دونون سے سینچے تب بھی وہ عشری ہوگی اگرچہ خراج کا پانی زیادہ ہو (درمختار وغیرہ)

خراجی وہ پانی ہی جسپر پہلے کفار کا قبضہ ہو اور پھر اہل اسلام نے بزور اسکو اپنے قبضے مین لیلیا ہو اور جو ایسا نہ ہو وہ **عشری** ہی جیسے مینھ کا پانی اور ان کنوون چشمون کا پانی جو کسیکے قبضہ مین نہ ہو گھوین قبرستان ہین اور تیل وغیرہ کے چشمے مین کچھ بھی واجب نہین جب کھیتی اور درخت پھلجایئن اور اُن کے پھل عادتاً استعمال کے قابل ہوجاوین تو انپر عشر واجب ہوجاتا ہی خواہ وہ پکے ہون یا نہین کیٹنے کے قابل ہون یا نہین بعض غلہ قبل پکنے کے استعمال مین آنے لگتے ہین مثل نخود اور بڑی جوار وغیرہ

کہ اسی طرح بعض درختون کے پھل بھی مثل آنب کے کہ کچے پن ہی مین چٹنی اچار کے کام آنے لگتے ہین پس جس وقت سے جو غلہ اور جو پھل عادتاً قابل استعمال ہو جائے اسیوقت سے اُسپر عشر واجب ہے۔

جس غلہ اور جس پھل پر عشر واجب ہو گیا ہو اسکا استعمال بغیر عشر ادا کیے جائز نہین اور اگر کوئی شخص استعمال مین لائیگا تو اُسے تاوان دینا پڑیگا۔

جس شخص پر عشر فرض ہو اور وہ بغیر ادا کیے ہوئے عشر کے مرجائے تو اُسکے مال متروکہ سے عشر لیا جائیگا خواہ وہ وصیت کر گیا ہو یا نہین (درمختار وغیرہ)

کوئی شخص باوجود قدرت کے کبھی عشری زمین مین کاشت نہ کرے تو اُس کو عشر دینا پڑے گا بخلاف خراج کے۔

اگر کوئی شخص اپنی کھیتی یا پھلا ہوا باغ بیچ ڈالے تو اگر قبل پکنے کے بیچا ہی تو عشر مشتری کے ذمے ہوگا اور اگر پکنے کے بعد بیچا ہی تو عشر بایع کے ذمہ ہو گا۔

کرایہ کی زمین مین عشر کرایہ دار ۵ پر ہوگا جو اُسکی کاشت کرتا ہی نہ مالک پر۔ اسیطرح عاریت کی زمین پر عشر عاریت لینے والے پر ہوگا نہ عاریت دینے والے پر (درمختار وغیرہ)

اگر دو آدمی شرکت مین کھیتی کرین تو دونون پر عشر ہوگا خواہ ان مین سے ایک ہی کا ہو (درمختار وغیرہ) عشر مین بھی اختیار ہے کہ خواہ خود وہ چیز دے جسپر عشر واجب ہوا ہے خواہ اُسکے بدلے مین قیمت دیدے۔

ع ۵ یہ صاحبین کا مذہب ہے اسی پر اکثر متقدمین کا فتویٰ ہی اور یہی قواعد کے موافق ہی کیونکہ عشر پیداوار پر ہوتا ہی اور پیداوار کا یہی مالک ہی امام صاحب کے نزدیک زمین کے مالک پر عشر لازم ہی بعض متاخرین نے انکے قول پر بھی فتوی دیا ہی مگر ترجیح صاحبین ہی کے قول کو معلوم ہوتی ہی واللہ اعلم عہ ۵ یہ مذہب صاحبین کا ہی فتوی اسی پر ہے

ساعی اور عاشر کا بیان

آنحضرت علیہ السلام اپنے مسعود زمانے مین زکوٰۃ کی تقسیم کا انتظام خود بنفس نفیس فرماتے تھے تمام مسلمانون کی زکوٰۃ کسی خاص شخص کے ذریعہ سے تحصیل فرما کر بطور خود مستحقین پر صرف کیا کرتے تھے اور جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آپ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا تو اُن کو بھی یہی حکم دیا تھا کہ مسلمانون کی زکوٰۃ تم خود وصول کر کے فقرا پر تقسیم کرنا اور اسی پر خلفاے راشدین کا عمل رہا اور اُس کے بعد بادشاہان اسلام نے بھی اسپر عمل کیا خلفائے عباسیہ وغیرہ تک اس امر کا پتہ کچھ کچھ چلتا ہے اور ہر قسم کی زکوٰۃ اور صدقہ کا بیت المال یعنی خزانہ علحدہ رہا کرتا تھا مثلاً خمس کا بیت المال علحدہ رہتا تھا اسمین غنیمت کے مالون کا پانچوان حصہ اور دفینون وغیرہ کا پانچوان حصہ جو اللہ کی راہ مین لیا جاتا ہے رہتا تھا اور زکوٰۃ اور عشر کا بیت المال علحدہ ہوتا تھا خراج اور جزیہ کا بیت المال جدا ہوتا تھا اور جس شخص کو زکوٰۃ کی تحصیل کے لئے مقرر کرتے تھے اور وہ مسلمانون کے گھر جا کر زکوٰۃ وصول کر لاتا تھا اسکو ساعی کہتے تھے اس ساعی کی تنخواہ اسی زکوٰۃ کے مال سے دیجاتی تھی جیسا کہ قرآن مجید مین مذکور ہے اور آیندہ بیان ہوگا - ایک دوسرا طریقہ اور تھا کہ عام شاہراہون پر جس طرف سے تاجرون کی آمد و رفت رہتی تھی امام یعنی حاکم وقت کی طرف سے ایک شخص مقرر کر دیا جاتا تھا جو اُن کے مالون کی رہزنون سے حفاظت کیا کرتا تھا اور اُن کے تجارتی مالون سے بشرطیکہ وہ بقدر نصاب ہون اور ایک سال اپنر گذر چکا ہو اور قرض سے محفوظ ہون ایک خاص حصہ لے لیا کرتا تھا یعنی مسلمانون سے چالیسوان حصہ ذمی کافرون سے بیسوان حصہ حربی کافرون سے دسوان حصہ

اور اگر یہ معلوم ہوجاتا کہ حربیون نے مسلمان تاجرون سے جو اُن کے ملک مین گئے تھے اس سے زیادہ کم لیا تھا تو اُن سے بھی اسیقدر لیا جاتا تھا ہان اگر یہ معلوم ہوتا کہ وہ مسلمانون کا سب مال لے لیتے ہین تو اُن کے ساتھ ایسا نہ کیا جاتا تھا کیونکہ یہ ظلم صریح ہے۔ اور اگر یہ معلوم ہوجاتا تھا کہ وہ لوگ مسلمانون سے کچھ نہین لیتے ہین تو پھر اُنسے بھی کچھ نہ لیا جاتا تھا۔

اس شخص کو جو ان شاہراہون پر بیٹھکر تاجرون کے مال سے حصہ لیتا تھا عاشر کہتے تھے۔ یہ عاشر جو کچھ وصول کرتا تھا امام یعنی حاکم وقت کے پاس بھیجدیتا تھا اور وہ زکوۃ کے بیت المال مین جمع رہتا تھا اور عند الضرورت مستحقین پر صرف ہوتا تھا ہمنے عاشر کے احکام نہایت اجمال سے بلکہ کچھ بھی نہین بیان کئے ہمکو صرف یہ بتانا منظور تھا کہ عاشر کس کو کہتے ہین اُس کے احکام کی ضرورت ہمکو آج کل نہین ہے اسلیے کہ بدنصیبی سے ہم اُن مبارک زمنہ سے جنمین احکام شرعیہ پر عمل ہوتا تھا بہت بعد پیدا ہوے ہین۔

اب وہ زمانہ ہے کہ مسلمان کو خود اسکا انتظام چاہیے ہر شخص اپنی زکوۃ خود قواعد شرعیہ کے لحاظ سے نکالے اور خود اپنے طور پر مستحقین پر صرف کرے خود اپنے ہی صندوقچہ کو زکوۃ کا بیت المال بنائے یعنی زکوۃ کا سال جسوقت ختم ہو یا عشر جسوقت واجب ہو فوراً اگر مستحقین دستیاب ہوجاوین تو اُسی وقت تقسیم کردے ورنہ اس صندوقچہ مین علحدہ جمع رکھے جسوقت مستحقین ملتے جاوین اس مال کو صرف کرتا رہے۔ اس زمانہ مین جو لوگ مستعدی سے قواعد شریعت قادسہ پر عمل کرتے ہین ان کے لیے ... ہی جیسا کہ احادیث صحیحہ مین بصراحت وارد ہوگیا ہے

Ind. Inst. of Islamic Studies LIBRARY

اللہ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین یا النبی الامین۔

زکوٰۃ اور عشر کے مستحقین کا بیان

جس طرح اللہ پاک نے قرآن مجید مین زکوٰۃ کا اتنا بڑا اہتمام فرمایا ہو کہ نماز جیسی عبادت کے ساتھ اُسکو بتیئس جگہ ذکر فرمایا ہو اور اس کے علاوہ بھی جابجا اُسکی تاکید و فضیلت کے بیان کو اپنے مقدس کلام سے زینت دی ہی اسیطرح حق سبحانہٗ نے زکوٰۃ کے مصارف بھی بیان فرما دیے ہین اور جن جن لوگون کو زکوٰۃ کا مال لینے کا استحقاق ہو اُنکی پوری تفصیل کردی ہے فقہانے جو کچھ لکھا ہے سب اسی ایک آیت کی تفسیر ہے انما الصدقات للفقراء و المساکین و العاملین علیہا و المولفۃ قلوبھم و فی الرقاب و الغارمین و فی سبیل اللہ و ابن السبیل ترجمہ صدقے (کے مال) تو صرف فقیرون اور مسکینون کے لیے ہین اور عاملون کے لئے اور ان لوگون کے لیے جنکی تالیف قلب کیجاے اور غلامون کی (کی آزادی) مین (خرچ کرنے کے لیے) اور قرضدارون (کے قرض ادا کروانے) کیلیے اور اللہ کی راہ مین (خرچ کرنے کے لیے) اور مسافر کے لئے۔

اس آیت مین صدقات سے صدقات واجبہ مراد ہین صدقات نافلہ کا اُن لوگون کے سوا دوسرون کو دینا بھی جائز ہے جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا۔ اس آیت میں آٹھ قسم کے لوگ بیان ہوے ہین جنکو صدقہ کا مال دینا چاہیئے اور اُن کے سوا کسی اور کو دینا جائز نہین۔ فقیر۔ مسکین۔ عاملین صدقہ۔ مولفۃ القلوب۔ غلام۔ قرضدار۔ فی سبیل اللہ

لمہ۔ صدقات کی دو قسمین ہین۔ واجب اور نفل۔ واجب وہ صدقات ہین جنکی فرضیت یا وجوب شریعت سے ثابت ہو جیسے زکوٰۃ اور عشر اور صدقہ فطر اور نذر کیے ہوے صدقے اور اُن کے علاوہ جو اپنی طرف سے کوئی شخص صدقہ دے تو وہ نفل ہے۔

مسافر[ع۳] ان آٹھ قسمون مین مؤلفۃ القلوب[ع۵] کا حصہ حنفیہ کے نزدیک ساقط[ع۶] ہوگیا ہے لہذا اُن کے نزدیک سات قسمین رہ گیئین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

فقیر وہ شخص جو کسی ایسے مال کے نصاب کا مالک نہو جسپر زکوۃ فرض ہوتی ہے مگر بالکل تہی دست بھی نہ ہو۔

مسکین وہ شخص[ع۷] جسکے پاس کچھ بھی نہ ہو حتی کہ دوسرے وقت کا کھانا بھی۔

عاملین صدقہ۔ وہ لوگ جو زکوۃ کی تحصیل کے لیئے حاکم اسلام کی طرف سے

ع۵ شروع اسلام مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگون کو تالیف قلب کے لیئے صدقات کے مال دیتے تھے کچھ لوگ تو کافر تھے جنکے دینے سے مقصود یہ تھا کہ اُن کے دل مین اسلام کی محبت پیدا ہو اور وہ مسلمان ہو جایئن اور کچھ کافرون کو اس غرض سے دیا جاتا تھا کہ وہ شر و فساد نہ کرین اور کچھ لوگ نومسلم ضعیف الایمان تھے اُن کو اسلیئے دیا جاتا تھا کہ اُن کے دل مین اسلام کی جڑ مضبوط ہو جائے۔

ع۶ امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے اور یہی مذہب اکابر صحابہ سے منقول ہے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق ہی کے زمانہ خلافت سے مولفۃ القلوب کو صدقہ دینا موقوف کرا دیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر کی حدیث ہے جب آپنے معاذ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا اسی مذہب کی تائید ہوتی ہے کیونکہ آپنے اُنسے فرمایا تھا کہ مالدار مسلمانون سے صدقہ لیکر فقیر مسلمانون کو دینا مولفۃ القلوب کا ذکر آپنے اُنسے نہیں کیا امام شافعی اسکے مخالف ہین وہ فرماتے ہین کہ یہ حکم اب بھی باقی ہے اگر ضرورت ہو تو اب بھی تالیف قلب کے لیئے صدقات کا مال کافرون کو دیا جا سکتا ہے۔

ع۷ مسکین کی یہ تعریف حنفیہ کے نزدیک ہے اُن کے نزدیک مسکین کا درجہ فقر مین فقیر سے بڑھا ہوا ہے اور بعض ائمہ کے نزدیک مسکین اور فقیر مین کچھ فرق نہین اور بعض کے نزدیک فقیر کا درجہ فقر مین مسکین سے زیادہ ہے ۱۲

مقرر ہون عاشر بھی اسمین داخل ہے - ان لوگون کی تنخواہ زکوۃ کے مال سے دیجائیگی اور تنخواہ کی مقدار ہر شخص کے کام کے موافق حاکم وقت کی تجویز سے مقرر ہوگی اسقدر کہ اسکو اور اُسکے متعلقین کو کافی ہو سکے اور اگر صدقات کے مال جو اُسنے جمع کیے ہین اُسکی تحویل سے ہلاک ہو جائین تو پھر اُسکو کچھ نہ ملیگا خاندان بنی ہاشم کے لوگ اگر عامل مقرر کیے جائین تو جائز ہے عہ مگر اُن کی تنخواہ زکوۃ اور عشر کے مال سے نہ دیجائے کیونکہ اس قسم کا مال لینا اُن کو مکروہ تحریمی ہے مگر اُنکی تنخواہ کسی ایسے روپیہ سے دیجائے جسکا لینا اُن کو جائز ہو -

غلام یعنی مکاتب عہ بشرطیکہ وہ کسی ہاشمی کے ملک مین نہ ہو خواہ اسکا آقا غنی ہو یا فقیر ہر حال مین اُسکو دینا جائز ہے تاکہ وہ اپنے آقا کو دیکر آزادی حاصل کر لے -

قرضدار یعنی وہ شخص جو کسی کا قرض چاہتا ہو اور اس کے پاس اسقدر مال نہو کہ اس قرض کو ادا کرے - تو اسکو صدقات کا مال دیدیا جائے تاکہ وہ اپنے قرض خواہ کا قرض ادا کر کے اس بار عظیم سے سبکدوش ہو جائے -

فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ مین - مجاہد لوگ مفلسی کے سبب سے لشکر اسلام کے ساتھ جہاد کے لیئے نہ جا سکتے ہون اور جو لوگ بارادہ حج اپنے گھر

عہ بعض فقہا کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاشمی کا عامل مقرر کرنا جائز ہی نہین مگر یہ صحیح نہین جیسا کہ شامی وغیرہ مین بتصریح مذکور ہے -

عہ یہ مذہب حنفیہ کا ہی اُنکے نزدیک غلام سے یہی خاص قسم غلام کی مراد ہی اور یہی اکثر اہل علم کا مذہب ہے امام حسن بصری سے بھی یہی منقول ہی مکاتب کے سوا اور کسی قسم کے غلام کو زکوۃ کا مال دینا حنفیہ کے نزدیک جائز نہین ہی نہ زکوۃ کے مال سے غلامون کا مول لے لیکر آزاد کرنا درست ہی ۱۲

سے نکلے ہون اور اثناے راہ مین کسی سبب سے مفلس ہو جاوین کہ حج کے لئے نہ جا سکین
اور جو لوگ طلب علم کرتے ہون اور بے سامانی اور افلاس انکو پریشان کر رہا
ہو یہ سب لوگ اسمین داخل ہین عہ اور ان سب کو صدقات کے مال
دیے جا سکتے ہین۔

مسافر یعنی وہ شخص جسکے ملک مین مال ہو مگر بالفعل اسکے قبضے مین نہ ہو خواہ
اس سبب سے کہ وہ اپنے وطن سے باہر ہو جہان اسکا مال ہے یا اس سبب سے
کہ اسکا مال کسی دوسرے پر قرض ہو اور وہ اُسکے لینے پر قادر نہ ہو یا اور کوئی صورت
ایسی ہو کہ اُسکا مال اُسکے قبضہ سے نکل گیا ہو اور بالفعل اس کے قبضے مین
نہ آسکتا ہو۔ یہ معنی مسافر کے تعمیماً بیان کیے گئے ہین ورنہ درحقیقت مسافر
اسکو کہتے ہین جو اپنے وطن سے باہر ہو۔

زکوۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان اقسام مین سے جس قسم کو چاہے اپنی زکوۃ
کا مال دیدے یہ ضروری نہین عہ کہ ان تمام اقسام کو دے۔

زکوۃ کا مال ان مصارف کے سوا اور کسی کام مین نہ صرف کیا جاے کسی میت کا
کفن اس مال سے نہ بنایا جاے نہ میت کا قرض اس مال سے ادا کیا جاے نہ
اس سے مسجد وغیرہ بنائی جاوے۔ اسیطرح زکوۃ کے مال سے غلامونکو مول

عہ بعض فقہا نے اسمین خلاف کیا ہے کہ فی سبیل اللہ سے صرف مجاہدین مراد ہین مگر صحیح یہ ہے کہ جو شخص
اللہ کی عبادت اور دین کے کامون مین کوشش کرتے ہون اور وہ مفلس ہون تو وہ سب فی سبیل اللہ
مین داخل ہین جیسا کہ رد المحتار وغیرہ مین بصراحت مذکور ہے۔

عہ یہ حنفیہ کا مذہب ہے امام شافعی کے نزدیک تمام قسمون کے تین تین آدمیون کو دینا ضروری ہے ۱۲

لیکر آزاد کرنا بھی صحیح نہین کیونکہ ان سب صورتون مین کسی فقیر کو مال کا مالک نہین بنایا جاتا اور زکوۃ کے صحیح ہونے مین یہ شرط ہی کہ کسی فقیر کو اسکا مالک بنا دیا جائے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔

زکوۃ کا مال کسی ایسے شخص کو نہ دینا چاہیے جس سے زکوۃ دینے والے کو ابوت یا بنوت کا تعلق ہو پس اپنے باپ دادا پردادا وغیرہ اور دادی پردادی وغیرہ اور نانی اور مان کے باپ دادا پردادا وغیرہ کو نہ دے اور اپنے بیٹے اور پوتے پروتے اور بیٹی اور نواسی نواسے وغیرہ کو بھی نہ دے اور اسی طرح اُسکو بھی نہ دینا چاہیے جس سے زوجیت کا تعلق ہو پس شوہر اپنی بی بی کو اور بی بی اپنے شوہر کو زکوۃ کا مال ندے عورت اگر مطلقہ ہو مگر عدت کے اندر ہو تو اسکو بھی زکوۃ کا مال نہ دے ہان بعد عدت کے چونکہ زوجیت کا تعلق باقی نہین رہتا اسلیئے اُسوقت دینا جائز ہے اور اُسی طرح اُسکو بھی ندے جس سے ملکیت کا تعلق ہو پس اپنی لونڈی اور غلام کو زکوۃ نہ دے اگرچہ اسکو مکاتب[عنہ] یا مدبر کر چکا ہو۔ ان سب لوگون کو زکوۃ کا مال دینا اس سبب[عنہ] ناجائز ہی کہ یہ لوگ ایک اعتبار سے زکوۃ دینے والے سے متحد ہین پس ان کو زکوۃ دینا

عہ اصل وجہ اسکی یہی ہی کہ آیت مین رقاب کے لفظ سے جس کے معنی غلام کے ہین حنفیہ کے نزدیک صرف مکاتب مراد ہے ۱۲

عہ مکاتب وہ غلام ہے جسکو اُسکے آقا نے لکھدیا ہو کہ یہ اگر اسقدر مال ادا کردے تو آزاد ہی اور مدبر وہ غلام ہے جسکی نسبت اُسکے آقا نے کہدیا ہو کہ میرے مرنے کے بعد یہ آزاد ہے۔

عہ ان لوگون کو زکوۃ کا مال دینا تو ناجائز ہے مگر انکی خبرگیری اور انکی کفالت شریعت کی طرف سے ہر شخص پر لازم کردی گئی ہے ۱۲

گویا اپنی ہی ذات کو نفع پہونچانا ہے اور زکوۃ کے مال سے خود منتفع ہونا جائز نہین
مذکورہ بالا اعزہ کے سوا اور عزیزون کو زکوۃ کا مال دینا جائز ہی بلکہ بہتر یہ ہے
کہ جہان تک اپنے اعزہ مین صاحب حاجت لوگ ملین غیر کو ندے جب اعزہ
مین کوئی صاحب حاجت نہ ملے تو اپنے دوستون کو جو محتاج ہون دے اور انکے
بعد پڑوسیون کا حق ہے۔

اگر یہ خیال ہو کہ اسکے اعزہ زکوۃ کا روپیہ دینے سے برا مانین گے تو اُن کو
نہ بتائے کہ مین تمکو زکوۃ کا مال دیتا ہون کیونکہ زکوۃ کی صحت مین یہ شرط نہین
کہ جسکو دیا جائے اُس سے بھی یہ کہدیا جائے کہ یہ زکوۃ کا مال ہی بلکہ اسکی بہت
عمدہ صورت یہ ہے کہ برسم عیدی یا اور کسی خوشی کی تقریب مین اپنے اعزہ کے لڑکون
کو زکوۃ کا روپیہ دیدے اس طور پر انکو ہرگز خیال بھی نہ ہوگا کہ یہ زکوۃ کا
روپیہ ہے مگر اس مین شرط ہے کہ وہ لڑکے سمجھدار ہون ناسمجھ بچے کو زکوۃ
کا مال دینا درست نہین (در مختار - رد المحتار) اسی طرح اگر کوئی شخص کسیکو
کچھ ہدیہ دے جیسے امرا کے یہان پھلے پھل کے پھل کی ڈالی لگائی جاتی ہی تو اُس
ڈالی لگانے والے کو زکوۃ کے مال سے دینا درست ہے بشرطیکہ اس مین زکوۃ کے
مستحقین کے اوصاف پائے جاتے ہون - اور اُس کی ڈالی کا عوض نہ سمجھے
(در المختار وغیرہ)

مالدار کو اور اُس کے غلام کو زکوۃ کا مال دینا جائز نہین ہان اسکے مکاتب
غلام کو دینا جائز ہے اور اُس کے اُس ماذون غلام کو بھی دینا جائز ہی جسپر اسقدر
قرض ہو جو اُس کی قیمت اور اُس کے مال سے زیادہ ہو مالدار سے وہ شخص مراد

جس کے پاس اصلی ضرورتون سے زائد مال ہو اور وہ زائد مال کم از کم بقدر نصاب ہو *

بنیؑ ہاشم کے تین خاندان کے لوگون کو زکوۃ دینا جائز نہین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کو - حارث کی اولاد کو - ابوطالب کی اولاد کو سادات بنی فاطمہ اور سادات علویہ اس تیسرے خاندان مین داخل ہین کیونکہ وہ حضرت علی مرتضےٰ کی اولاد ہین اور حضرت علی مرتضیٰ ابو طالب کے بیٹے ہین - ان خاندانون کے غلامون کو بھی زکوۃ کا مال نہ دینا چاہیے ہان صدقات واجبہ یعنی زکوۃ عشر صدقہ فطر کے سوا اور قسم کے صدقات سے اُن کی مدد کرنا جائز ہے -

کافرون کو بھی صدقات کا مال دینا جائز نہین ہان اگر ذمی کافر ہو تو اُسکو زکوۃ عشر خراج کے سوا اور صدقات کا دینا جائز ہے

اگر کوئی شخص اپنے غالب گمان مین کسی شخص کو زکوۃ کا مستحق سمجھکر زکوۃ کا مال دیدے اور پیچھے سے یہ ظاہر ہو کہ وہ اپنا ہی غلام تھا یا مکاتب یا کافر حربی یا کافر مستامن تو اوس کو چاہیے کہ پھر دوبارہ زکوۃ ادا کرے اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ مالدار تھا یا ذمی کافر تھا یا اُسکا باپ یا بیٹا تھا یا اُسکی بی بی تھی یا بنی ہاشم

عہ ہاشم عبدالمطلب کے والد یعنی آنحضرت علیہ السلام کے پردادا کا نام ہے علاوہ عبدالمطلب کے ان کے تین بیٹے اور تھے مگر نسل صرف عبدالمطلب سے جاری ہوئی - عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے جن مین سے صرف ان تین بیٹون کی اولاد کو زکوۃ دینا جائز نہین ہے - عباس حارث - ابو طالب ۱۲

کہ ان خاندانون مین سے تھا جن کو زکوۃ دینا جائز نہین تو پھر دوبارہ دینے کی ضرورت نہین ہان اگر بغیر غالب گمان کے دیدے تو ان صورتون مین پھر دوبارہ زکوۃ دینے کی ضرورت ہوگی۔ (در مختار وغیرہ)

کسی فقیر کو زکوۃ کا مال بقدر نصاب یا اس سے زیادہ دینا مکروہ ہے مگر اس صورت مین کہ وہ قرضدار ہو یا اس کے لڑکے بالے بہت ہون۔

زکوۃ کا مال دوسرے شہر مین بھیجنا مکروہ ہے مگر اس صورت مین کہ اسکے اعزہ محتاج ہون اور دوسرے شہر مین رہتے ہون یا اس شہر سے دوسرے شہر مین زیادہ محتاج لوگ ہون یا وہ لوگ بہ نسبت یہان کے لوگون کے پرہیزگار زیادہ ہون جو شخص دار الحرب مین رہتا ہو اُسکو اپنی زکوۃ کا دار الاسلام مین بھیجنا مکروہ نہین کیونکہ دار الاسلام کے فقرا زیادہ استحقاق رکھتے ہین اسی طرح طالب علم کے واسطے بھی زکوۃ کا ایک شہر سے دوسرے شہر مین بھیجنا مکروہ نہین اور اگر سال کے تمام ہونے سے پہلے کوئی شخص زکوۃ دے تو اُس کا ایک شہر سے دوسرے شہر مین بھیجنا کسی حال مین مکروہ نہین۔

علاوہ فرض صدقات یعنی زکوۃ اور عشر کے اگر کوئی شخص نذر مانے کہ اگر میرا فلان کام ہو جائیگا تو مین اللہ کیلیے اس قدر صدقہ دونگا تو یہ صدقہ واجب ہے اور جس قسم کے لوگون کے دینے کی اسمین نیت کی جائے اُسی قسم کے لوگون کو دیا جائے گو وہ صدقہ کا استحقاق باعتبار آیت کے نہ رکھتے ہون۔

فرض و واجب صدقات کے علاوہ صدقہ دینا اسی وقت مین مستحب ہے جبکہ مال اپنی ضرورتون اور اپنے اہل و عیال کی ضرورتون سے زائد ہو ورنہ مکروہ ہے

اسی طرح اپنے کل مال کا صدقہ مین دیدینا بھی مکروہ ہی ہان اگر وہ اپنے نفس مین توکل اور صبر کی صفت بہ یقین جانتا ہو تو پھر کروہ نہین بلکہ بہتر ہے۔

جو شخص نفل صدقہ دے اُسکے لیے افضل ہی کہ اسکا ثواب تمام مسلمانو نکی ارواح کو بخشدے کیونکہ اس سے خود اسکا ثواب کم نہ ہوگا اور تمام مسلمانون کو اس کا فائدہ پہونچیگا اس فائدہ رسانی کا ثواب انشاء اللہ اُس کو علاوہ ملیگا۔

رکاز کا بیان

رکاز اس مال کو کہتے ہین جو زمین کے نیچے پوشیدہ ہو خواہ اُسکو کسی نے گاڑا ہو جیسے روپیہ پیسہ وغیرہ کو لوگ گاڑتے ہین یا خود وہین پیدا ہوا ہو مثل کان وغیرہ کے قسم اوّل کو کنز کہتے ہین۔ اور قسم دوم کو معدن۔

اگر کوئی مسلمان یا ذمی دار الاسلام کی کسی زمین مین معدن پا جاے اور وہ معدن ایسی منجمد چیز کا ہو جو آگ مین ڈالنے سے نرم ہو جاتی ہو جیسے۔ لوہا چاندی سونا۔ رانگا۔ پارہؔ وغیرہ تو دیکھنا چاہیے کہ وہ زمین کسی کی مملوک ہی یا نہین اور اگر ہو تو کسی ایک کی یا تمام مسلمانون کی اگر کسی کی مملوک نہین ہے تو اُس معدن کا پانچوان حصہ بیت المال کا ہی اور چار حصہ پانے والے کے ہین اور اگر کسی ایک کی مملوک ہی تو ایک حصہ بیت المال کا اور چار حصے مالک کے اور اگر تمام مسلمانون کی مملوک ہے تو وہ سب مال بیت المال مین رہیگا کیونکہ بیت المال تمام مسلمانون کا خزانہ ہے

ؔ پارہ اگرچہ خود آگ پر نہین ٹھہرتا مگر دوسری چیز کے ساتھ ملاکر ٹھہر جاتا ہے ۱۲

اگر معدن مین کوئی ایسی چیز نکلے جو منجمد نہ ہو جیسے تیل وغیرہ یا آگ مین ڈالنے سے نرم نہوتی ہو جیسے جواہرات وغیرہ تو اُن مین بیت المال کا کچھ بھی حصہ نہین ہی بلکہ وہ سب پانے والے کا ہے۔

اسی طرح اگر کسی کے گھر مین یا دوکان مین کوئی معدن نکل آئے تو وہ بھی کل اسی کا ہے بیت المال کا اُسمین کچھ بھی حصہ نہین ہے۔

اور اگر کسی مسلمان یا ذمی کو کنز ملجائے تو اس بات کے دریافت کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ وہ مسلمانون کا گاڑا ہوا ہے یا کافرون کا اگر کسی قرینے سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کافرون کا ہی یا کچھ نہ معلوم ہو تو اُسکا پانچوان حصہ بیت المال کا اور باقی پانے والے کا خواہ وہ کسی کی مملوکہ زمین ہو یا نہین۔ (ردالمختار)

اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ مال مسلمانون کا گاڑا ہوا ہی تو وہ لقطہ کے حکم مین ہی اور لقطہ کا حکم یہ ہی کہ عام شاہراہون پر اور مسجدون کے دروازون پر اُسکی منادی کی جائے یہانتک کہ جب ظن غالب ہو جائے کہ اب اس کا کوئی مالک نہ ملے گا تو فقیرون کو دیدیا جائے اور اگر خود فقیر ہو تو اپنے اوپر خرچ کرے۔

آجکل خصوصًا ہمارے ملک مین چونکہ بیت المال کا کچھ انتظام نہین ہی اس لئے بیت المال کا حصہ بطور خود [عـه] اُن لوگون کو جنکا ذکر مستحقین زکوۃ کے بیان مین گذر چکا تقسیم کر دیا جائے۔ (درمختار وغیرہ)

عـه یہ امام ابو یوسف کا مذہب ہے۔ اور اسی پر اس زمانے مین فتوے ہے (ردالمختار)

صدقہ فطر کا بیان

ہم دوسری جلد مین لکھ چکے ہین کہ عید الفطر کے دن ایک مقدار معین کا محتاجون کو دینا واجب ہی اسی کو صدقۃ الفطر کہتے ہین مگر وہان ہمنے اُسکے احکام نہ بیان کیے تھے اب یہان چونکہ تمام صدقات کا بیان ہو رہا ہے لہذا اسکا بھی بیان کیا جاتا ہی کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے

صدقہ فطر کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی سال دیا تھا جس سال رمضان کے روزے فرض ہوئے ہین۔

عیدالفطر کے دن خاصکر اس صدقے کے تقرر مین یہ مصلحت معلوم ہوتی ہی کہ وہ دن خوشی کا ہی اور اُسدن اسلام کی شان شوکت کثرت و جمعیت کے ذریعہ سے دکھائی جاتی ہی اور صدقہ دینے سے یہ مقصود خوب حاصل ہو جاتا ہی علاوہ اسکے اسمین روزے کی بھی تکمیل ہے (حجۃ اللہ البالغہ)

علامہ طحطاوی شرح مراقی الفلاح مین ناقل ہین کہ صدقہ فطر کے دینے سے روزہ مقبول ہو جاتا ہی۔ انتہی اور اس صدقہ مین حق تعالیٰ کے اس عظیم الشان احسان کا کہ اُسنے ماہ مبارک کے ہمین شرف کیا اور اُسمین روزہ رکھنے کی ہمکو توفیق دی کچھ ادائے شکر بھی ہے۔

مسائل

(۱) صدقہ فطر واجب[ع] ہے فرض نہین۔

ع فقہانے لکھا ہی کہ امام شافعی کے نزدیک صدقہ فطر فرض ہی مگر درحقیقت یہ کوئی اختلاف نہین اس لیے کہ اُن کے نزدیک واجب کی اصطلاح قائم ہی نہین ہان فرض کی دو قسمین انکے یہان بھی ہین قطعی و ظنی سو صدقہ فطر ان کے نزدیک بھی فرض قطعی نہین ہے ۱۲۔

(۲) صدقہ فطر کے واجب ہونے کیلیے صرف تین چیزین شرط ہین (۱) آزاد ہونا لونڈی غلام پر اصالتاً[ع] صدقہ فطر واجب نہین (۲) مسلمان ہونا کافر پر اصالتاً صدقہ فطر واجب نہین (۳) کسی ایسے مال کے نصاب کا مالک ہونا جو اصلی ضرورتون سے فارغ ہو اور قرض سے بالکل یا بقدر ایک نصاب کے محفوظ ہو۔ اس مال پر ایک سال کا گذر جانا شرط نہین نہ مال کا تجارتی ہونا شرط ہے نہ صاحب مال کا بالغ ہونا اور عاقل ہونا شرط ہے حتی کہ نابالغ بچون اور مجنونون پر بھی صدقہ فطر واجب ہے انکے اولیا کو اُن کی طرف سے ادا کرنا چاہیے اور اگر ولی نہ ادا کرے اور وہ خود اسوقت مالدار ہون تو بعد بالغ ہونے یا جنون زائل ہوجانیکے خود اُن کو اپنے عدم بلوغ یا جنون کے زمانے کا صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے۔ (ردالمختار وغیرہ)

(۳) صدقہ فطر کے صحیح ہونے مین وہی سب شرطین ہین جو زکوۃ کے صحیح ہونے مین تھین

(۴) صدقہ فطر کا وجوب عیدالفطر کی فجر طلوع ہونے پر ہوتا ہے لہذا جو شخص قبل طلوع فجر کے مرجائے یا فقیر ہوجائے اوسپر صدقہ فطر واجب نہین اسی طرح جو شخص بعد طلوع فجر کے اسلام لائے یا مالدار ہوجائے یا جو لڑکا طلوع فجر کے بعد پیدا ہو اُسپر بھی صدقہ فطر واجب نہین ہان جو لڑکا قبل طلوع فجر کے پیدا ہو یا جو شخص قبل طلوع فجر کے اسلام لائے یا مالدار ہوجائے اسپر صدقہ فطر واجب ہے۔

(۵) صدقہ فطر کے واجب ہونے مین روزہ دار ہونا شرط نہین جس شخص نے

ع اصالتاً کی قید اس لیے کہ خود اسپر تو واجب نہین مگر اسکے مالک پر اسکی طرف سے دینا واجب ہے اسی طرح کافر پر بھی اصالتاً واجب نہین لیکن اگر وہ کسی مسلمان کا غلام ہو تو اس مسلمان پر اسکی طرف سے بھی صدقہ فطر کا دینا واجب ہے ۱۲

کسی عذرؔ کے سبب سے روزہ نہ رکھا ہو اُسپر بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔

(۶) صدقۂ فطر کا ادا کرنا اپنی طرف سے بھی واجب ہی اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی اور بالغ اولاد کی طرف سے بھی بشرطیکہ وہ فقیر ہون اور اپنی خدمت کے لونڈی غلام ہون کیطرف سے بھی اگرچہ وہ کافر ہون۔ نابالغ اولاد اگر مالدار ہون تو ان کے مال سے ادا کردے اور جو مالدار نہون تو اپنے مال سے بالغ اولاد۔ اگر مالدار ہون تو انکی طرف سے صدقۂ فطر کا ادا کرنا واجب نہین ہان احساناً اگر ادا کردے تو جائز ہی یعنی پھر ان اولاد کو دینے کی ضرورت نہ رہیگی اور اگر بالغ اولاد مالدار تو ہون مگر مجنون ہون تب بھی اُنکی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہی مگر اُنھین کے مال سے۔ جو لونڈی غلام خدمت کے نہون بلکہ تجارت کے ہون اُنکی طرف سے صدقۂ فطر کا ادا کرنا واجب نہین باپ اگر مر گیا ہو تو دادا باپؔ کے حکم مین ہی یعنی پوتے اگر مالدار ہین تو اُن کے مال سے ورنہ اپنے مال سے اُنکا صدقۂ فطر ادا کرنا اسپر واجب ہی۔ اپنی بی بی کیطرف سے صدقۂ فطر کا ادا کرنا واجب نہین ہان احساناً ادا کردے تو جائز ہی۔ اسی طرح ماں کو اپنی اولاد کیطرف سے اور بی بی کو اپنے شوہر کیطرف سے صدقۂ فطر کا ادا کرنا واجب نہین اور بے اجازت اگر احساناً ادا کردے تو جائز بھی یعنی اُسکے ادا کرنے

عہ عذر کی قید اس لیے لگائی گئی کہ مسلمان کبھی بے عذر روزہ کو ترک نہین کر سکتا اور اگر کوئی بدنصیب برائے نام مسلمان بے عذر ترک کردے تو اسکا بھی یہی حکم ہی یعنی صدقۂ فطر اُسکے ذمہ بھی واجب ہوگا ۱۲

عہ اس مسئلہ مین اختلاف ہے بعض لوگون کے نزدیک دادا باپ کے حکم مین نہین ہے محقق ابن ہمام نے فتح القدیر مین اور اور محققین نے اپنی کتابون مین اسی کو ترجیح دی ہے کہ اگر باپ مر جائے تو دادا اسکے حکم مین ہے ۱۲

سے اُنکے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔

اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح کردیا جائے اور وہ شوہر کے گھر مین رخصت کردی جائے تو اگر وہ قابل خدمت کے یا موانست کے ہے تو اسکے باپ کے ذمہ اس کا صدقہ فطر واجب نہین بلکہ اگر وہ لڑکی مالدار ہے تو خود اُسکے مال سے صدقہ فطر دیدیا جائے ورنہ اسپر واجب ہی نہین۔ اور اگر وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست کے نہ ہو تو اُس کا صدقہ فطر اُس کے باپ کے ذمہ واجب رہیگا۔ اور اگر شوہر کے گھر مین رخصت نہین کی گئی تو گو وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست کے ہو ہر حال مین اس کے باپ پر اس کا صدقہ فطر واجب ہوگا۔ (ردالمحتار وغیرہ)

(۷) صدقہ فطر مین گیہون اور اُسکے آٹے یا ستو کا آدھا صاع ہر شخص کی طرف سے ہونا چاہیے اور چھوہارے یا منقے یا جو کا ایک صاع [عہ]۔

انھین چار چیزون کا ذکر احادیث مین ہے لہذا اگر کوئی شخص ان کے علاوہ کوئی اور چیز دینا چاہیے تو اس کو چاہے کہ انھین چیزون کی قیمت کا لحاظ کرلے یعنی اسی قدر دے کہ جس کی قیمت آدھے صاع گیہون یا ایک صاع جو وغیرہ کے برابر ہو جائے۔ اور اگر نقد دینا چاہے تو

عہ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے مین جو اور چھوہارے اور منقے وغیرہ قیمت مین برابر تھے اور گیہون کی قیمت اُنکے اعتبار سے دونی ہوتی تھی۔

عہ صاع کی مقدار کی تحقیق اسی جلد کے مقدمہ مین گذر چکی کہ وہ تقریباً دو سیر ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے اور اس حساب سے آدھا صاع ایک سیر تین چھٹانک ہوا ۱۲

اختیار ہے کہ جسکی قیمت چاہے دے خواہ نصف صاع گیہون کی یا ایک صاع جَو چھوہارون وغیرہ کی۔

ان چار چیزون مین ایک کو بلحاظ دوسرے کی قیمت کے اُسکی مقدار معین سی کم دینا جائز نہین **مثال** کوئی شخص چھوہارے بقدر چوتھائی صاع کے دے اس لحاظ سے کہ چھوہارے کا چوتھائی گیہون کے نصف صاع یا جو کے پورے صاع کی برابر ہے تو یہ جائز نہوگا اسی طرح اگر کوئی شخص گیہون کا آٹا آدھے صاع سے کم دے بخیال اسکے کہ یہ نصف صاع سے کچھ بھی کم ہوگا تو نصف صاع گیہون کی قیمت کے برابر ہوگا تو یہ بھی جائز نہین۔ (ردالمحتار وغیرہ)

اگر کسی کے پاس ایک قسم کی چیز پوری نہو یعنی نہ گیہون نصف صاع ہون اور نہ جو وغیرہ ایک صاع تو اُس وقت اختیار ہی کہ دو قسمون کو ملاکر مقدار واجب کو پورا کردے مثلاً نصف صاع جَو دے اور نصف صاع چھوہارا یا نصف صاع جو دے اور چوتھائی صاع گیہون (بحرالرائق وغیرہ)

اگر زمانہ ارزانی کا ہو تو نقد دینا بہتر ہے اور اگر خدانخواستہ گرانی کا زمانہ ہو تو کھانے کی چیزون کا دینا افضل ہے (مراقی الفلاح)

(۸) صدقۂ فطر کے مستحقین بھی وہی ہین جو زکوٰۃ اور عشر کے ہین اُنکے سوا کسی اور کو صدقہ فطر کا دینا جائز نہین یعنی اورون کے دینے سے صدقۂ فطر ادا نہ ہوگا ہان

عہ میرے نزدیک امرا کو مناسب یہ ہو کہ اگر ان سے گران چیز کی قیمت دین مثلاً آج کل چھوہارا اور منقے ان سب چیزون مین گران ہو لہذا اسکی قیمت دیا کرین کیونکہ حدیث مین وارد ہوا ہی اذا وسع اللہ فوسعوا جب اللہ تمھین زیادہ دے تو تم بھی زیادہ دو ۱۲ عہ امام شافعیؒ کے نزدیک یہ جائز نہین ہے ۱۲

عاملِ زکوٰۃ اس سے مستثنےٰ ہی یعنی جس طرح اُسکو زکوٰۃ کے مال سے دینا جائز تھا صدقہ فطر کے مال سے دنیا جائز نہین۔

صدقہ فطر کا مال اُس شخص کو دینا جو سحر کے لیے لوگون کو اُٹھاتا ہو جائز ہے مگر بہتر یہ ہی کہ اُسکو اُسکی اُجرت مین نہ قرار دے بلکہ پہلے کچھ اور اُسکو دیدے اُسکے بعد صدقہ فطر کا مال دے۔

(۹) صدقہ فطر کا قبل رمضان کے آنے کے ادا کر دینا بھی جائز ہے اور دوسرے شہر مین بھی بوجوہ مذکورۂ بالا بھیجنا درست ہی۔

(۱۰) صدقہ فطر کا اگر وہ عید کے دن سے پہلے ادا نہ کر دیا گیا ہو تو عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دینا مستحب ہی

(۱۱) بہتر یہ ہی کہ ایک شخص کا صدقہ ایک محتاج کو دیا جائے اور اگر ایک شخص کا صدقہ کئی محتاجون کو دیا جائے تو جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہی (ردالمحتار)

اور اگر کئی شخصون کا صدقہ ایک محتاج کو دیا جائے تو بھی جائز ہے بکراہت اگر اُسکی ضرورت سے زیادہ ہو اور بے کراہت اگر اُسکی ضرورت کے موافق ہو۔

زکوٰۃ کے مسائل ختم ہوگئے اب زکوٰۃ کے متعلق چالیس حدیثین اور حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے چالیس اقوال نقل کیے جاتے ہین۔ واللہ المعین ۱۲

چہل حدیث زکوۃ

(۱) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِی اَبُوْسُفْیَانَ فَذَکَرَ حَدِیْثَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَالصِّلَۃِ وَالْعَفَافِ (البخاری)

(۱) ابن عباس کہتے ہین کہ مجھ سے ابو سفیان نے بیان کیا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی اور کہا کہ وہ ہمکو نماز کا اور زکوۃ کا اور صلہ رحم کا اور پرہیز گاری کا حکم دیتے ہین۔ (بخاری)

(۲) قَالَ جَرِیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ (البخاری)

(۲) جریر بن عبد اللہ کہتے ہین کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے کے اقرار پر بیعت کی (بخاری)

(۳) عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَۃٍ مِّنْ کَسْبٍ طَیِّبٍ وَّلَا یَقْبَلُ اللّٰہُ اِلَّا الطَّیِّبَ فَاِنَّ اللّٰہَ یَتَقَبَّلُہَا بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ یُرَبِّیْہَا لِصَاحِبِہٖ کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ فَلُوَّہٗ

(۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ایک چھوہارے کے برابر بھی پاک کمائی سے صدقہ دیتا ہی اور اللہ تو پاک کمائی ہی کو قبول فرماتا ہی تو بیشک اللہ اسکو اپنے داہنے ہاتھ مین لے لیتا ہے پھر اسکو صدقہ دینے والے کے لیے

ﮯ یہ حدیث مختصر ہے جسکو امام بخاری نے کتاب الزکوۃ مین لکھا ہی مفصل حدیث بخاری کے باب الوحی مین اس طرح ہی کہ جب ہرقل شاہ روم کو آنحضرتؐ کا ہدایت نامہ پہونچا تو اُسنے عرب کے قافلہ کو جو اتفاق سے بغرض تجارت وہان گیا ہوا تھا بلایا اتفاق سے ابو سفیان بھی تھے یہ اسوقت تک کافر تھے مختصر یہ کہ ہرقل نے ابو سفیان سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کیے اور ہر ایک کے معلوم ہونے پر یہ کہتا گیا کہ ہان انبیاء سابقین کے حالات بھی اسی طرح تھے بالآخر اُسنے آپکی تعلیمات کی کیفیت بھی دریافت کی تو ابو سفیان نے کہا کہ وہ ہمکو نماز اور زکوۃ وغیرہ کی تعلیم کرتے ہین **ف** اس حدیث سے بعض علماء نے یہ بات ثابت کی ہی کہ زکوۃ مکہ مین فرض ہو چکی تھی کیونکہ ابو سفیان نے ہرقل سے آپکی تعلیم کا جو حال بیان کیا وہ قیام مکہ کے وقت کا تھا مین کہتا ہون کہ اس حدیث مین زکوۃ سے مراد مطلق صدقہ ہے۔ نہ صدقہ مفروضہ اور دلیل اسکی یہ ہی کہ خود امام بخاری نے الوحی مین بجائے زکوۃ کے صدقہ کا لفظ روایت کیا ہی اسکی مفصل کیفیت تیسری جلد مین لکھ چکے ہین ۱۲

حتى تكون مثل الجبل (البخاري)

(۴) عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من آتاه الله مالا فلم يؤد زكوته مثل له ماله يوم القيمة شجاعا اقرع له زبيبتان يطوقه يوم القيمة يأخذ بلهزمتيه يعني شدقيه ثم يقول انا مالك انا كنزك (البخاري)

(۵) عن عدي بن حاتم قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ليقفن احدكم بين يدي الله ليس بينه وبينه حجاب ولا ترجمان يترجم له ثم ليقولن له الم اوتك مالا فليقولن بلى ثم ليقولن الم ارسل اليك رسولا فليقولن بلى فينظر عن يمينه فلا يرى الا النار ثم ينظر عن شماله فلا يرى الا النار فليتقين

بڑھاتا ہی جیسا تم مین سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچہ کی پرورش کرے یہانتک کہ وہ پہاڑ کی برابر ہو جاتا ہے (بخاری)

(۴) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو اللہ مال دے اور وہ اُسکی زکوۃ نہ ادا کرے تو وہ مال اُسکا قیامت کے دن اُسکی سامنے ایک مار سیاہ کی شکل مین کر دیا جائیگا جسکے دو نقطے ہوتے ہین وہ قیامت کے دن اُسکی گردن مین لپٹ جائیگا اور اُسکے دونون جبڑون کو پکڑیگا پھر کہیگا مین تیرا مال ہون مین تیرا خزانہ ہون (بخاری)

(۵) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ضرور تم مین سے ہر شخص اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا اور اللہ کے درمیان مین (اُس وقت) نہ کوئی حجاب ہوگا اور نہ کوئی ترجمان جو اُسکی باتین بیان کرے پھر اللہ اُس سے فرمائیگا کہ کیا مین نے تجھے مال نہ دیا تھا وہ کہیگا ہان دیا تھا) پس اپنی داہنی طرف بھی سوا آگ کے کچھ نہ دیکھیگا اور اپنی بائین جانب بھی سوا آگ کے کچھ نہ دیکھیگا پس تم مین سے ہر شخص کو چاہیے

ع۵ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نے اپنے پندنامہ کے اس شعر مین اسی حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے ع۵
بخیل ار بود زاہد بحر و بر ٭ بہشتی نباشد بحکم خبر یعنی بخیل (جو شخص زکوۃ یا صدقہ نہ ادا کرے) اگرچہ دنیا بھر کی عبادتین کرے مگر وہ بحکم حدیث بہشت مین نہ جائیگا یعنی بغیر سزا کے ورنہ بعد سزا کے ہر مومن بہشت مین داخل ہوگا

اَحَدُکُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِکَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ (البخاری)

کہ آگ سے بچے اگرچہ چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی دیکر سہی پھر اگر (یہ بھی) نہ پائے تو اچھی بات کہہ کر (بخاری)

(۶) عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ لِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُوْکِیْ فَیُوْکٰی عَلَیْکِ۔ (البخاری)

(۶) اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھون نے کہا کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (اے اسما اپنے مال پر گرہ نہ دو ورنہ تمپر بھی اللہ کی طرف سے) گرہ دیدیجائیگی (بخاری)

(۷) عن عمر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ من خمس من البخل والجبن وفتنۃ الصدر وعذاب القبر وسوء العمر (مسند احمد)

(۷) عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزون سے پناہ مانگا کرتے تھے بخل سے اور نامردی سے اور دل کے فساد سے اور قبر کے عذاب سے اور بدکاری سے (مسند احمد)

(۸) عن عبد اللہ بن ابی اوفی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتاہ قوم بصدقتھم قال اللھم صل علیھم فاتاہ ابی ابو اوفی بصدقتہ فقال اللھم صل علی ابی اوفی (مسلم)

(۸) عبد اللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم کے حضور مین جب کچھ لوگ اپنا صدقہ لاتے تو آپ فرماتے کہ اے اللہ انپر اپنی رحمت نازل کر پس میرے باپ ابو اوفی اپنا صدقہ آپ کے پاس لائے تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ ابو اوفی پر رحمت نازل کر (مسلم)

(۹) عن ام سلمۃ قالت کنت البس اوضاحا فقلت یا رسول اللہ اکنز ھو فقال ما بلغ ان تودی زکوتہ فزکی فلیس بکنز (ابو داود)

(۹) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھون نے کہا کہ مین کنگن پہنتی تھی تو مین نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا یہ بھی کنز ہے تو آپ نے فرمایا جو مال اس حد کو پہونچے کہ اسکی زکوۃ دینا چاہیے پھر اسکی زکوۃ دیدی جائے تو وہ کنز نہین ہے

ع یعنی آیہ الذین یکنزون مین جو سزا مال کے جمع کرنے کی ارشاد ہوئی ہے یہ بھی اُس مین داخل ہے یا نہین ۱۲

(۱۰) عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یبسط اللہ علیہ فی رزقہ وینساء فی اثرہ فلیصل رحمہ (ابوداؤد)

(۱۰) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکو اس بات کی خوشی ہو کہ اللہ اُس پر اُسکے رزق مین کشادگی کرے اور اُسکی عمر زیادہ کرے تو اُسکو چاہیے کہ صلہ[عـه] رحم کرے (ابوداؤد)

(۱۱) عن عبد اللہ بن عمرو قال خطب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ایاکم والشح فانما ھلک من کان قبلکم بالشح امرھم بالبخل فبخلوا وامرھم بالقطیعۃ فقطعوا وامرھم بالفجور ففجروا (ابوداود)

(۱۱) عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہی اُنھون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا تو فرمایا کہ تم لوگ حرص سے بچو اس لیے کہ اگلے لوگ حرص ہی سے برباد ہوے تھے حرص نے اُنکو بخل سکھایا اور وہ بخیل ہوگئے اور اسی نے اُنکو قطع (رحم) سکھایا اور اُنھون نے قطع کردیا اور اُسی نے اُنکو بدکاری سکھائی اور وہ بدکار ہوگئے (ابوداؤد)

(۱۲) عن عمر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لا یشبع الرجل دون جارہ (مسند احمد)

(۱۲) عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی اُنھون نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوے سنا کہ کوئی شخص بغیر اپنے پڑوسی کے اپنا پیٹ نہ بھرے (مسند احمد)

(۱۳) قال عمر امرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان نتصدق فوافق ذلک مالا عندی فقلت الیوم اسبق ابابکر ان سبقتہ یوما فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و

(۱۳) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ ہم صدقہ دین اور اتفاق سے اُسوقت میرے پاس کچھ مال تھا تو مین نے اپنے دل مین کہا کہ اگر کسی دن مین ابوبکر پر سبقت لیجاؤنگا تو آج ضرور لیجاؤنگا پس مین اپنا آدھا مال لے آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ

[عـه] اس حدیث کو خوب غور سے دیکھو اور اُسپر عمل کرو دیکھو کہ تمھارے رزق مین کشادگی ہوتی ہی کہ نہین ۱۲

وسلم ما ابقیت لاهلك قلت مثله فاتی
ابو بكر بكل ما عنده فقال یا ابا بكر ما
ابقیت لاهلك قال ابقیت لهم الله و
رسوله فقلت لا اسابقك الی شئ ابدا
(الدارمی)

(۱۴) قال النبی صلی الله علیه وسلم
لیس علی المسلم فی فرسه وغلامه
صدقة (البخاری)

(۱۵) بعث رسول الله صلی الله
علیه وسلم عمر علی الصدقة فقیل منع
ابن جمیل وخالد ابن الولید والعباس
عم رسول الله صلی الله علیه وسلم
فقال رسول الله صلی الله علیه
وسلم ما ینقم ابن جمیل الا انه كان

سلم نے پوچھا کہ تم نے اپنے گھر والون کے لیے کس قدر
چھوڑ دیا مین نے کہا کہ اسی قدر پھر ابو بکر اپنا کل مال
لے آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکر تم نے اپنے گھر والون کے
لیے کیا چھوڑا تو وہ بولے[ع۴] کہ اللہ اور اُسکے رسول کو تو مین نے
(دل مین) کہا کہ مین کسی نیکی مین تم سے آگے کبھی نہ جا سکونگا (دارمی)

(۱۴) فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان پر
اُسکے سواری کے گھوڑے اور اُس (کی خدمت کے) غلام
پر زکوۃ فرض نہین (بخاری)۔

(۱۵) رسول اللہ[ع۵] صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی
اللہ عنہ کو صدقہ (کی تحصیل کرنے) پر مقرر کیا تو کہا گیا
کہ ابن جمیل نے اور خالد بن ولید نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے چچا حضرت عباس نے نہین دیا تو آپنے فرمایا کہ ابن جمیل
اسی بات کا بدلہ دیتا ہے کہ وہ فقیر تھا اور اللہ نے اُسکو مالدار
کر دیا اور رہے خالد تو تم اُن پر ظلم کرتے ہو بیشک اُنھون نے

ع۴ معلوم ہوا کہ اگر کسی مین توکل کی صفت درجہ علیا تک پہونچ گئی ہے تو اُسکو کل اپنا مال خیرات کر دینا جائز ہے جیسا کہ امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا ۱۲

ع۵ اس حدیث سے دو باتین معلوم ہوتی ہین ایک تو یہ کہ دینی خدمت کے آلات و اسباب پر زکوۃ فرض نہین گو وہ کتنے ہی قیمتی ہون جیسے حضرت خالد رض کے سلاح جنگ مین زکوۃ فرض نہوئی کیونکہ وہ اُن سے دین کا کام لیتے تھے اسی قیاس پر علما کے حق مین دینی کتابون کو بھی سمجھ لو دوسری بات یہ کہ اگر ایک عزیز اپنے کسی عزیز کی طرف سے زکوۃ دیدے تو وہ جائز ہے یعنی اُسکے ذمہ سے اُتر جائیگی جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم مکرم کی طرف سے ادا کر دی ۱۲

فقيرا فاغناه الله واما خالد فانكم
تظلمون خالدا قد احتبس ادراعه و
اعتاده في سبيل الله والعباس فهي علي
ومثلها معها ثم قال يا عمر اما شعرت
ان عم الرجل صنو ابيه (مسلم)

(۱۶) امرأة من اهل اليمن اتت رسول
الله صلى الله عليه وسلم وبنت لها وفي يد
بنتها مسكتان غليظتان من ذهب فقال لها
اتؤدين زكوة هذا قالت لا قال ايسرك
ان يسورك الله عز وجل بهما يوم القيمة
سوارين من نار قال فخلعتهما الى رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقالت هما
لله ولرسوله صلى الله عليه وسلم
(نسائی)

(۱۷) عن سمرة بن جندب قال اما بعد فان
رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يامرنا
ان نخرج الصدقة من الذي نعد للبيع (ابوداؤد)

(۱۸) عن عبد الله بن ابي بكر عن ابيه

اپنی زرہ اور اپنے آلات حرب اللہ کی راہ مین وقف
کر رکھے ہین یعنی اُنسے سوا جہاد کے کچھ کام نہین لیتے) اور
(رہگئے) عباس رض تو اُنکی زکوۃ میری ذمہ ہی بلکہ اُس کے
دوچند۔ پھر فرمایا کہ ای عمر کیا تم نہین جانتے کہ آدمی کا چچا
اُسکے باپ کے مثل ہوتا ہی (مسلم)

(۱۶) ایک عورت یمن کی مع اپنی بیٹی کے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی اور اُسکی
بیٹی کے ہاتھ مین دو موٹے موٹے کنگن تھے تو آپنے پوچھا
کہ تم اسکی زکوۃ دیتی ہو وہ بولی کہ نہین آپنے فرمایا کہ
کیا تمکو یہ اچھا معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالی اُسکے عوض
مین تمکو قیامت کے دن آگ کے دو کنگن پہنائے
تو اُسنے اُن دونون کو اُتار کر آپکی خدمت مین
پیش کر دیا کہ یہ اللہ و رسول کی خوشنودی کے
لیے زکوۃ مین پیش کیے جاتے (نسائی)

(۱۷) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت
ہی کہ ما بعد حمد و نعت کے معلوم ہو کہ آنحضرت صلعم
ہمکو حکم دیا کرتے کہ ہم تجارتی عہ مال کی زکوۃ ادا کیا کرین (ابوداؤد)

(۱۸) عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی

عہ معلوم ہوا کہ ہر تجارتی مال پر زکوۃ ہی یعنی بعد نصاب کامل ہو جانے کے اور تجارتی مال کی زکوۃ اُسکی قیمت
کے حساب سے ہوتی ہی۔ یعنی چالیسوان حصہ بعد نصاب پورا ہو جانے کے ۱۲

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
استعمل رجلا من بنى عبد الاشهل
على الصدقة فلما قدم ساله ابلا من
الصدقة فغضب رسول الله صلى
الله عليه وسلم حتى عرف الغضب
فى وجهه وكان مما يعرف به الغضب
فى وجهه ان تحمر عيناه ثم قال ان الرجل
ليسالنى ما لا يصلح لى ولا له فان منعته
كرهت المنع وان اعطيته اعطيته ما لا
يصلح لى ولا له فقال الرجل يا رسول الله
لا اسئلك منها شيئا ابدا (موطا امام مالک)
(۱۹) عن طاوس اليمانى ان معاذ بن جبل
الانصارى اخذ من ثلثين بقرة تبيعا
ومن اربعين بقرة مسنة واتى بما دون
ذلك فابى ان ياخذ منه شيئا وقال
لم اسمع من رسول الله صلى الله عليه
وسلم فيه شيئا حتى القاه
فاساله فتوفى رسول الله صلى الله
عليه وسلم قبل ان يقدم معاذ بن

وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے عبد الاشہل کی اولاد سے ایک شخص کو
صدقہ پر مامور فرمایا پس وہ مال تحصیل کرکے آئے تو انہون نے
آپ سے صدقہ کا ایک اونٹ مانگا تو آپ غضبناک ہو گئے
یہان تک کہ آپکے چہرہ مبارک مین غضب کا اثر معلوم
ہوا اور غضب کا اثر آپکے چہرہ مبارک مین یہ ہوتا تھا کہ آپکی
آنکھین سرخ ہو جاتی تھین پھر آپ نے فرمایا کہ بیشک ایک
شخص مجھسے ایسی چیز مانگتا ہے کہ نہ مجھکو (اسکا دینا) جائز
ہے اور نہ اسکو (لینا) پھر اگر مین وہ نہ دون تو نہ دینے کو برا
جانتا ہون اور اگر دیدون تو مین نے اسکو وہ چیز دی
کہ نہ (اسکا دینا) جائز ہے میرے لئے اور (لینا) جائز ہے
اسکے لئے پس اس آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ مین
کبھی آپ سے صدقہ کی کوئی چیز نہ مانگا کرونگا (موطا امام مالک)
(۱۹) طاوس یمانی سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل نے تیس گائے
کی زکوۃ مین ایک سال کی گائے لی اور چالیس گائے کی
زکوۃ مین ایک دو برس کی گائے اور اس سے کم گائیں جو
انکے پاس لائی گئین تو انھون نے اسکی زکوۃ لینے سے انکار
کر دیا اور کہا کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے مین کچھ
نہین سنا یہانتک کہ مین آپ سے ملون اور پوچھون کہ معاذ کے آنے سے

جبل (موطا امام مالک)

(۲۰) عن ابی سعید الخدری ان
رسول الله صلی الله علیه وسلم
قال لیس فیما دون خمسة اوسق
من التمر صدقة ولیس فیما دون
خمس اواق من الورق صدقة
ولیس فیما دون خمس ذود من الابل
صدقة (مالک)

(۲۱) عن ابی هریرة ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال فی الرکاز
الخمس (موطا مالک)

(۲۲) عن سوید بن غفلة اتانی مصدق
النبی صلی الله علیه وسلم فاتیته
فجلست فسمعته یقول ان فی عهدی
ان لا ناخذ راضع لبن ولا نجمع بین
متفرق ولا نفرق بین مجتمع فاتاه
رجل بناقة کوماء فقال خذها
فابی (نسائی)

پہلے آنحضرت علیہ السلام کی وفات ہو گئی (بط
(۲۰) ابو سعید خدری رضی اللہ عن
سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علی
وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق چھوہار
مین زکوۃ (فرض) نہین ہے اور
پانچ اوقیہ سے کم چاندی مین زکوۃ (فرض
ہے اور نہ پانچ عدد سے کم اونٹ مین زک
(فرض) ہے۔

(۲۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے) ک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکاز
پانچوان حصہ (بیت المال کا) ہے (موطا

(۲۲) سوید بن غفلہ سے (روایت ہے) انھون نے ک
پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مصدق آیا تو میں
اُس سے ملا اور بیٹھ گیا تو مین نے اسکو یہ کہتے ہوئے س
میرے حکم نامہ مین یہ ہے کہ ہم زکوۃ مین دودھ دار جانور لی
نہ متفرق (اشیاء) کے درمیان مین جمع کرین اور ن
(اشیاء) کے درمیان مین تفریق کرین پھر ایک شخص
اونٹنی لے آیا اور کہا اسکو لو تو انھون نے منظور نہ کیا (ن

عہ معلوم ہوا کہ زکوۃ کے تحصیل کرنیوالے کو بے رضامندی مالک کے عمدہ جانور لے لینا جائز نہین اسیطرح خراب جانور زکوۃ کی

(٢٣) عن علی رضی الله عنه قال
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
قد عفوت عن الخیل والرقیق فادّوا
زکوتکم من کل مائتین خمسة (نسائی)

(٢٤) قال رسول الله صلعم لزینب مرأة
ابن مسعود زوجك وولدك احق
من تصدقت به علیهم (البخاری)

(٢٥) عن ابی هریرة قال اخذ الحسن
بن علی تمرة من تمر الصدقة فقال
النبی صلی الله علیه وسلم کخ کخ
لیطرحها ثم قال اما شعرت انا لا
ناکل الصدقة (البخاری)

(٢٦) عن ابی حمید الساعدی قال استعمل
رسول الله صلی الله علیه وسلم رجلا من
الاسد علی صدقات بنی سلیم یدعی ابن
اللتبیة فلما جاء حاسبه (البخاری)

(٢٣) علی رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے) کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے گھوڑے عـہ اور غلام
(کی زکوۃ) معاف کر دی پس تم اپنی زکوۃ ہر دو سو درم سے
پانچ درم نکالو (نسائی)

(٢٤) فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود
کی بی بی زینب سے کہ تمہارا شوہر اور تمہارا بیٹا جو صدقہ
تم دو اسکے زیادہ حقدار عـہ ہیں (بخاری)

(٢٥) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حسن بن علی
رضی اللہ عنہما نے صدقہ کے چھوہاروں میں سے ایک چھوہارہ
لے لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کخ کخ تاکہ وہ اسے
ڈالدیں پھر آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہم لوگ
صدقہ نہیں عـہ کھاتے (بخاری)

(٢٦) ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو (جو قبیلہ
بنی اسد میں سے تھا) بنی سلیم کے صدقات پر عامل بنایا اسکو
ابن اللتبیہ کہتے تھے تو جب وہ آیا تو آپ نے اس سے حساب عـہ لیا (بخاری)

عـہ مراد سواری کا گھوڑا ہے تجارت کی ہو تو ہر چیز پر زکوۃ ہے ١٢ عـہ یہ نفلی صدقوں کا حکم ہے زکوۃ مفروضہ کا یہ حکم نہیں کیونکہ اسکا اپنے شوہر یا اپنی اولاد کو دینا جائز نہیں ١٢

عـہ معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کو صدقہ لینا جائز نہیں مگر بعض متاخرین نے بسبب ضرورت کے اس زمانہ میں جائز لکھا ہے واللہ اعلم ١٢

عـہ معلوم ہوا کہ اگر کسی دینی خدمت پر کوئی شخص مقرر کیا جاے اسکی کارگزاری کا جانچنا بھی ضرور ہے ١٢

(۲۷) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال فیما سقت السماء والعیون اوکان
عثریا العشر وما سقی بالنضح نصف
العشر (البخاری)

(۲۸) عن ابی ابن عمر قال فرض رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ الفطر صاعا من
تمر او صاعا من شعیر علی العبد والحر
الذکر والانثی والصغیر والکبیر من
المسلمین وامر بہا ان تودی قبل
خروج الناس الی الصلوۃ (البخاری)

(۲۹) عن عمر رضی اللہ عنہ قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطینی العطاء
فاقول اعطہ من ہو افقر الیہ منی فقال خذہ اذا
جاءک من ہذا المال شیء وانت غیر مشرف
ولا سائل فخذہ ومالا فلا تتبعہ نفسک (البخاری)

(۳۰) عن ابی مسعود البدری عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

(۲۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا
اس پیداوار مین جسے آسمان کا پانی یا چشمی سینچین یا
از خود پیدا ہو عشر فرض ہی اور جو زمین ڈول سے
سینچی جاوے اُسمین نصف عشر (بخاری)

(۲۸) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر چھوہارون مین سے ایک صاع
مقرر فرمایا ہی اور جو سے بھی ایک صاع غلام اور آزاد
پر مرد اور عورت پر چھوٹے پر اور بڑے پر غرض سب
مسلمانون پر اور آپنے قبل اسکے کہ لوگ نماز (عید) کیلئے
جائین اسکے ادا کئے جانے کا حکم دیا ہی (بخاری)

(۲۹) عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی انھون نے کہا کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ انعام دیتے تھے تو مین کہتا تھا کہ
اُسکو دیجیے جو مجھسے زیادہ اسکا حاجتمند ہو تو آپنے فرمایا
کہ جب اس (دنیا کے) مال مین سے کچھ بغیر طمع کے ملجاوے
اسکو لیا کرو ورنہ اُسکے پیچھے اپنا خیال نہ دوڑاؤ (بخاری)

(۳۰) ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کچھ مسلمان اپنی بی بی پر

ع ۵ یہ حکم بطور استحباب کے ہی ع معلوم ہوا کہ جب کوئی کسی دینی خدمت پر بھیجا جاوے اور اسکے معاوضہ مین اسکو کچھ دیا جاوے
اور اُسنے لینے کی غرض سے اس کام کو نہ کیا ہو بلکہ محض اللہ کی خوشنودی کیلئے کیا ہو تو اسکا لے لینا اُسکے حق مین بلا کراہت جائز ہی
نصہ اس سے زیادہ اور کیا خوش قسمتی ہوگی کہ ثواب کی غرض سے اپنی بی بی بچون پر جو کچھ خرچ کرو وہ بھی عبادت ہی ۱۲

ان المسلم اذا انفق على اهله نفقة وهو يحتسبها كانت له صدقة (مسلم)

(۳۱) عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم بلحم بقر فقيل هذا ما تصدق به على بريرة فقال لها صدقة ولنا هدية (مسلم)

(۳۲) عن جابر انه قال اعتق رجل من بني عذرة عبدا له عن دبر فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال الك مال غيره فقال لا فقال من يشتريه مني فاشتراه نعيم بن عبد الله العدوي بثمانمائة درهم فجاء بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فدفعها اليه ثم قال ابدأ بنفسك فتصدق عليها فان فضل شيء فلاهلك فان فضل شيء عن اهلك فلذي قرابتك فان فضل عن ذي

بھی بغرض ثواب کے کچھ خرچ کرتا ہے تو وہ بھی اسکے لئے صدقہ ہے (مسلم)

(۳۱) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک تبرک گائے کا گوشت پیش کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ یہ بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ انکے حق میں صدقہ ہے (یعنی صدقہ کا حکم رکھتا ہے) اور ہمارے لئے ہدیہ ہے عہ (مسلم)

(۳۲) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی عذرہ کے ایک شخص نے اپنا غلام مدبر کیا عہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی آپ نے پوچھا کہ تمہارے پاس اسکے سوا اور مال بھی ہے انھوں نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ اس غلام کو مجھسے کون مول لیتا ہے تو اسکو نعیم بن عبداللہ عدوی نے آٹھ سو درم پر مول لے لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ درم لایا تو آپ نے وہ درم اس شخص کو دیے پھر فرمایا کہ پہلے اپنی ذات سے ابتدا کرو اور اسکو صدقہ دو پھر اگر بچ جاے تو اپنے گھر والوں کو دو پھر اگر تمہارے گھر والوں سے کچھ بچ جاے تو وہ تمہارے قرابت اور ان کے لئے ہے پھر اگر

عہ معلوم ہوا کہ صدقہ کا مال اگر فقیر لیکر کسی کو ہدیہ دیدے تو وہ صدقہ نہیں رہتا پس بنی ہاشم کے دینے کی بہت اچھی صورت نکل آئی کہ زکوٰۃ کا مال کسی فقیر کو دیدیا جاے اور بعد میں قبضے کے اُس سے کہا جاے کہ اگر تمہارا دل چاہے تو اس میں سے فلاں سید کو بھی دیدو عہ معلوم ہوا کہ اپنے اہل وعیال کو حاجتمند چھوڑ کر غیر پر احسان کرنا درست نہیں ۱۲

قرابتك شيئ فهكذا وهكذا يقول
فبين يديك وعن يمينك وعن
شمالك (مسلم)

(۳۳) عن ثوبان قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم من يضمن لي واتكفل
له الجنة قال يحيى ههنا كلمة معناها
ان لا يسأل الناس شيئا (نسائي)

(۳۴) مالك انه بلغه ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال لا تحل
الصدقة لآل محمد انما هي اوساخ
الناس (موطا)

(۳۵) عن عطاء بن يسار ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال لا تحل
الصدقة لغني الا لخمسة لغاز في
سبيل الله او لعامل عليها او لغارم
او لرجل اشتراه بماله او لرجل له جار
مسكين فتصدق على المسكين فاهدى
المسكين للغني (موطا امام مالك)

(۳۶) عن ابي هريرة ان

تمہارے قرابتدار اون سے کچھ بچے تو اسطرح اور اسطرح
یعنی اپنے سامنے اور داہنے اور بائیں سے خرچ کرو۔
(رواہ مسلم)

(۳۳) ثوبان سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کون ہے کہ مجھسے ایک بات کا اقرار کرے اور اسکو
جنت ملیگی یحیی نے کہا کہ اس جگہ پر کوئی ایسا لفظ
تھا جسکے معنی یہ تھے کہ لوگوں سے کچھ سوال نکرے (نسائی)

(۳۴) امام مالک کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے جائز نہیں ہے سوا اسکے نہیں کہ صدقہ لوگوں کا
میل ہے (موطا امام مالک)

(۳۵) عطاء بن یسار سے (روایت) ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ غنی کے لئے حلال نہیں ہے سوا
پانچ کے (۱) اللہ کی راہ میں جہاد کرنیوالے کیلئے (۲) یا صدقہ پر
عمل کرنیوالے کیلئے (۳) یا قرضدار کیلئے (۴) یا اس شخص
کیلئے جو اسکو اپنے مال سے مول لے (۵) یا اس شخص
کیلئے جسکا پڑوسی مسکین ہو پھر اس مسکین کو صدقہ ملے اور
وہ مسکین اس غنی کو بطور ہدیہ کے دے (موطا)

(۳۶) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لان یاخذ احدکم حبلہ یحتطب علی ظھرہ خیر من ان یاتی رجلا اعطاہ اللہ من فضلہ فیسالہ اعطاہ او منعہ (مالک)

(۳۷) عن ام سلمۃ قالت قلت یا رسول اللہ الی اجر ان انفق علی بنی ابی سلمۃ انما ھم بنی فقال انفقی علیھم فلک اجر ما انفقت علیھم (البخاری)

(۳۸) مالک عن زید بن اسلم عن ابیہ قال سمعت عمر بن الخطاب یقول حملت علی فرس عتیق فی سبیل اللہ وکان الرجل ھو الذی عندہ قد اضاعہ فاردت ان اشتریہ منہ وظننت انہ بایعہ برخص قال فسالت عن ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بیشک تم میں کسی کا اپنی رسی لیکر اور اپنی پیٹھ پر لکڑی لادنا اور اُسکو بیچ کر کھانا، اس سے بہتر ہے کہ کسی آدمی کے پاس جائے جسکو اللہ نے اپنے فضل سے رمال دیا ہو پھر اُس سے سوال کرے وہ دے اسکو یا نہ دے (موطا امام مالک)

(۳۷) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا مجھے کچھ ثواب ہوگا اگر میں ابو سلمہ (اپنے پہلے شوہر) کی اولاد پر خرچ کروں وہ تو میرے ہی بیٹے ہیں آپنے فرمایا تم اُنپر جو کچھ خرچ کروگی اُسکا ثواب تمکو ملیگا (بخاری)

(۳۸) امام مالک زید ابن اسلم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوے سنا کہ میں نے ایک بار راہ خدا میں ایک اصیل گھوڑا ایک شخص کو سواری کے لئے دیدیا اور جس شخص کے پاس وہ رہا اُسنے اسکو خراب کر دیا تو میں نے چاہا کہ میں اسکو اُس شخص سے مول لے لوں اور میں نے یہ سمجھا کہ وہ کچھ ارزانی سے اسکو چھوڑ دیگا تو اسکی بابت میں رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپنے فرمایا کہ اُسے تم نہ مول لو[ع]

ع معلوم ہوا کہ صدقہ دیکر بقیمت واپس لینا بھی مکروہ ہے چہ جائیکہ بلا قیمت واپس لینا یہیں سے سمجھ لو (بقیہ آئندہ)

فقال لا تشتره وان اعطاكه بدرهم واحد
فان العائد في صدقته كالكلب يعود في قيئه

(٣٩) عن ابي رافع ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم بعث رجلا من
بني مخزوم على الصدقة فقال لابي رافع
اصحبني كيما تصيب منها فقال لا حتى اتي
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاساله فانطلق الى النبي صلى الله
عليه وسلم فسأله فقال ان الصدقة
لا تحل لنا وان مولى القوم من انفسهم
(الترمذي)

(٤٠) عن ابن مسعود قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم من اصابته
فاقة فانزلها بالناس لم تسد فاقته
ومن انزلها بالله اوشك له الله بالغنى
اما بموت عاجل او غنى اجل (ابوداود)

اگرچہ وہ ایک ہی درم میں بیچ ڈالے۔ کیونکہ اپنے صدقہ کا
واپس لینے والا مثل اس کتے کے ہے جو اپنی قے کھالے۔

(٣٩) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے (مروی ہے) کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے (قبیلہ) بنی مخزوم کے ایک شخص کو صدقہ
تحصیل کرنے کیلئے بھیجا تو انھوں نے ابو رافع سے
کہا کہ تم بھی میرے ساتھ ہو جاؤ تاکہ تمکو بھی اس سے کچھ
ملجائے وہ بولے کہ نہیں یہانتک کہ میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں اور آپسے پوچھ لوں پس وہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس گئے اور آپسے پوچھا تو آپنے فرمایا کہ صدقہ
ہمارے لئے حلال نہیں ہے عـه اور بیشک قوم کا غلام بھی
اسی قوم کے حکم میں ہے۔

(٤٠) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے (مروی ہے) انھوں نے کہا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو فاقہ یعنی مصیبت
پہونچے اور وہ اسکو لوگوں کے سامنے پیش کرے تو اسکی حاجت پوری عـه
نکیجائیگی اور جو کوئی اسکو اللہ کے سامنے پیش کرے تو عنقریب اللہ اسکو
بے پروا کریگا یا بذریعہ موت کے جو جلد آجائے یا بذریعہ تونگری کے جو دیر میں حاصل ہو

عـه معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کے غلاموں کو بھی صدقہ کا مال لینا جائز نہیں۔ ابو رافع آنحضرت کے غلام تھے اس سے یہی معلوم ہوا
کہ بنی ہاشم یا بنی ہاشم کے غلاموں کو عامل صدقہ بنانا جائز نہیں ورنہ آنحضرت ابو رافع کو اس امر کی اجازت دینے کا سبب بھی
بیان فرماتے کہ ہم لوگوں کا عامل صدقہ بنانا یا ہونا ناجائز ہے ١٢ عـه یہ بات بار بار تجربہ میں آئی ہے کہ جو لوگ آدمیوں
سے سوال کیا کرتے ہیں وہ ہمیشہ صاحب احتیاج رہتے ہیں اور در بدر گدائی کرتے پھرتے ہیں انکی عمر ختم ہو جاتی ہے ١٢

چہل آثار امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(۱) قال ابو هريرة لما توفى رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان ابوبكر وكفر من كفر من العرب قال عمر كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فمن قالها فقد عصم مني ماله ونفسه الا بحقه وحسابه على الله فقال والله لاقاتلن من فرق بين الصلوة والزكوة فان الزكوة حق المال والله لو منعوني عقالا كانوا يؤدونها الى رسول الله صلى الله عليه وسلم لقاتلتهم على منعها

(۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اور (ابوبکر خلیفہ ہوے اور عرب کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے (تو ابوبکر رض نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا) اور عمر رض نے کہا تم ان لوگون سے کس طرح لڑ سکتے ہو حالانکہ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ مجھے اُسی وقت تک لوگون سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہی جبتک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہین پس جو شخص اسے کہدیگا تو بیشک اُس نے مجھسے اپنا مال اور اپنی جان محفوظ کر لی مگر کسی حق کے عوض مین۔ اور اُسکا حساب اللہ پر ہے تو ابوبکر رض نے کہا اللہ کی قسم مین ضرور ضرور اُس شخص سے لڑونگا جسنے نماز اور زکوۃ مین فرق سمجھا اس لیے کہ زکوۃ حق مال کا ہے اللہ کی قسم اگر وہ مجھے ایک تسمہ جو آنحضرت

ع؎ اس حدیث کو غور سے دیکھو زکوۃ کی تاکید کس قدر سختی کے ساتھ اس سے نکل رہی ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق کا زمانہ خلافت جو کل تقریباً ڈھائی برس کا تھا بہت پُر آشوب زمانہ تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ مہر رسالت چھپ چکا تھا اور یہ ایک سخت اور نیا واقعہ اس زمانہ مین پیش آیا تھا کہ بہت سے لوگ مرتد ہو گئے تھے اور اندیشہ تھا کہ اگر سختی کی جائے تو اور بھی لوگ برگشتہ ہو جاینگے مگر حضرت ابوبکر رض زکوۃ کی سخت سخت تاکیدون کو دیکھکر نہ رہ سکے اور زمانہ کی نزاکت کی کچھ بھی پروا نکی اور مرتدون کی سزا دہی کے لیے سخت جنگ کی اور اللہ نے انکو اسمین کامیاب فرمایا۔ ۱۲

فقال عمر فوالله ما هو الا ان شرح الله صدر ابی بکر فعرفت انه الحق (البخاری)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دیتے تھے نہ دینگے تو یقیناً مین اُنسے لڑونگا۔ عمرؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم وہ یہی بات تھی کہ اللہ نے ابوبکرؓ کے سینہ کو کھول دیا تھا پس مین سمجھ گیا کہ یہ حق ہے۔ (بخاری)

(۲) عن عمر بن الخطاب قال ذکر لی ان الاعمال تباهی فتقول الصدقة انا افضلکم قال عمر ما من امرء مسلم یتصدق الا ابتدرته حجبة الجنة۔ (کنز العمال)

(۲) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنھون نے فرمایا کہ مجھسے یہ بیان کیا گیا ہے کہ اعمال باہم فخر کرینگے تو صدقہ کہیگا مین تم سب سے افضل ہون اور عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو مسلمان صدقہ دیتا ہے اُسکو جنت کے داروغہ ہاتھون ہاتھ لینگے (کنز العمال)

(۳) عن عمر قال ما کان من رقیق او بر یراد به التجارة ففیه الزکاة (کنز العمال)

(۳) عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آٹا یا گیہون جو کچھ بھی بغرض تجارت ہو تو اُس مین زکوۃ (فرض) ہے۔ (کنز العمال)

(۴) کتب عمر الی ابی موسی ان مر من قبلك من نساء المسلمین ان یتصدقن من حلیهن (کنز العمال)

(۴) عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ تم اپنی طرف کی مسلمان عورتون کو یہ حکم دو کہ وہ اپنے زیورون[2] کی زکوۃ دین۔ (کنز العمال)

(۵) مالك انه قرأ کتاب عمر فی الصدقة قال فوجدت فیه۔

(۵) امام مالک کہتے ہین کہ مین نے عمر رضی اللہ عنہ کے خط کو پڑھا تو اُسمین یہ مضمون پایا

[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیقؓ کی راے کا برحق ہونا صرف اُنکے کہنے سے نہ سمجھا بلکہ خود اپنے اجتہاد سے کیونکہ وہ خود بھی مجتہد تھے اور ایک مجتہد پر دوسرے مجتہد کی تقلید حرام ہے ۱۲ [2] زیورون مین کچھ تخصیص نہین ہے کہ وہ استعمال مین آتے ہون یا نہین معلوم ہوا کہ ہر حال مین انپر زکوۃ فرض ہے۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے ۱۲

بسم الله الرحمن الرحيم
هذا الكتاب الصدقة في اربعة و عشرين من الابل فدونها الغنم في كل خمس شاة وفيما فوق ذلك الى خمس و ثلاثين بنت مخاض فان لم يكن بنت مخاض فابن لبون ذكر وفيما فوق ذلك الى خمس و اربعين ابنة لبون وفيما فوق ذلك الى ستين حقة طروقة الفحل وفيما فوق ذلك الى خمس وسبعين جذعة وفيما فوق ذلك الى تسعين بنتا لبون وفيما فوق ذلك الى عشرين و مائة حقتان طروقة الفحل فما زاد على ذلك من الابل ففي كل اربعين بنت لبون وفي كل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یہ زکوٰۃ[ع۱] کی کتاب ہے۔ چوبیس[۲۴] اونٹون مین اور ان سے کم مین بکری (واجب) ہے۔ ہر پانچ اونٹ مین ایک بکری اور اس سے زیادہ مین پینتیس تک ایک بنت مخاض پھر اگر بنت مخاض نہ ہو تو ایک نر ابن لبون اور اس سے زیادہ مین پینتالیس تک ایک وہ بنت لبون اور اس سے زیادہ مین ساٹھ تک ایک حقہ جو حاملہ ہونیکے قابل ہو اور اس سے زیادہ مین پچھتر تک ایک جذعہ اور اس سے زیادہ مین نوے تک دو بنت لبون۔ اور اس سے زیادہ مین ایک سو بیس تک دو حقہ جو حاملہ ہونیکے قابل ہون پھر جس قدر اونٹ اس سے زیادہ ہون تو ہر چالیس مین ایک بنت لبون اور ہر پچاس مین ایک حقہ اور ساٹھ بکریون مین جب وہ چالیس ہو جائین ایک سو بیس تک ایک بکری اور اس سے زیادہ مین دو سو تک دو بکریان اور اس سے

ع۱ اس مقدس خطے سے جانورونکی زکوٰۃ کے اکثر مسائل نکالے گئے ہین اس خط کے بعض بعض الفاظ کے دو دو مطلب ہو سکتے ہین شیخ ولی اللہ محدث دہلوی نے مسوّی شرح موطا مین اسکی شرح امام ابو حنیفہ اور امام شافعی دونون کے مذاہب کے موافق کی ہے مگر مین صرف حنفیہ کے موافق اسکی شرح کرتا ہون تاکہ بہت طول نہو ۱۲ ع۲ یعنی پچیس پر ایک بنت مخاض ہے پچیس کے بعد پینتیس تک کچھ نہین نتیجہ یہ کہ اگر کسی کے پاس پینتیس اونٹ ہون اور وہ برس آخر سال مین بیچ جائین تو زکوٰۃ کم نہوگی کیونکہ وہ معافی مین ہے ع۳ بنت مخاض اُس اونٹنی کو کہتے ہین جو دوسرے برس مین ہو اور بنت لبون تیسرے برس کی اونٹنی کو اور حقہ چوتھے برس کی اونٹنی کو اور جذعہ پانچوین برس کی اونٹنی کو (بقیہ صفحہ آئندہ)

خمسين حقة وفي سائمة الغنم اذا بلغت
اربعين الى عشرين ومائة شاة وفيما
فوق ذلك الى مائتين شاتان وفيما فوق ذلك
الى ثلث مائة ثلث شياه فما زاد على ذلك ففي
كل مائة شاة ولا يخرج في الصدقة تيس ولا
هرمة ولا ذات عوار الا ما شاء المصدق ولا
يجمع بين مفترق ولا يفرق بين مجتمع خشية
الصدقة وما كان من خليطين فانهما يتراجعان
بينهما بالسوية وفي الرقة اذا بلغت خمس اواق ربع العشر
(٦) وفي كتاب عمر بن الخطاب في سائمة الغنم
اذا بلغت اربعين شاة شاة فان كان الضان
اكثر من المعز ولم تجب على ربها الا شاة واحدة
اخذ المصدق تلك الشاة التي وجبت على
رب المال من الضان وان كانت

زیادہ ہین تین سو تک تین بکریان پھر جو اس سے زیادہ
ہون تو ہر سو بکریون مین ایک بکری اور زکوۃ مین
نر بکرا نہ دیا جائے اور نہ کوئی بڈھی بکری اور نہ
کوئی عیب دار سوا اُسکے جو مصدق چاہے - اور زکوۃ
کے خوف سے کسی متفرق مال مین جمع نہ کیا جائے اور
نہ کسی مجتمع مال کی تفریق کیجائے اور جو مال دو شخصونکی
شرکت مین ہو تو وہ دونون برابر باہم سمجھ لین - اور
چاندی مین جب وہ پانچ اوقیہ ہوجائے چالیسوان
حصہ زکوۃ ہے - (موطا امام مالک)
(٦) عمر رضی اللہ عنہ کے خط مین یہ مضمون تھا کہ سائمہ بکریون
مین جب وہ چالیس ہوجائین ایک بکری ہے پھر اگر بھیڑ بکری
کی بہ نسبت زیادہ ہون اور اُنکے مالک پر صرف ایک ہی
بکری واجب ہوئی ہو تو مصدق اُس بکری کے عوض
مین جو واجب ہوئی بھیڑ لے لے - اور اگر بکری

(بقیہ صفحہ گزشتہ) للعہ یہ ارشاد بلحاظ قیمت کے ہے - ابن لبون کی قیمت اس زمانہ مین بنت مخاض کے برابر ہوگی ١٢ عہ جب ایک سو
بیس سے اونٹ بڑھ جائین تو امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ جبتک ایک سو پینتالیس نہو جائین ہر پانچ مین ایک بکری
لی جائے گی - جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا -
عہ حنفیہ کہتے ہین انکا عمل اس خط پر نہین بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط پر ہے اور اسی پر حضرت ابوبکر صدیق رض
نے عمل کیا اور حضرت فاروق اعظم سے بھی ایک روایت مین اسی پر عمل کرنا منقول ہے ١٢ (شامی)
(متعلقہ صفحہ ہذا) عہ معلوم ہوا کہ بھیڑ بکری سے ملا کر نصاب پورا کر لیا جائیگا اور زکوۃ مین وہی جانور لیا جائیگا
جو تعداد مین زیادہ ہو ایک بکری کی قید اتفاقی ہے اور یہ مسئلہ مفصل گزر چکا ہے ١٢ ملہ مصدق - صدقہ تحصیل کرنیوالا

الکثر اخذ منها فان استوی النصاب اخذ من ایتهما شاء (موطا امام مالک)

(۷) ابوبکر عن طارق ان عمر بن الخطاب کان یعطیهم العطاء ولا یزکیه

(۸) ابوبکر عن عبد الرحمن بن عبد القاری وکان علی بیت المال فی زمن عمر فکان اذا اخرج العطاء جمع عمر اموال التجار فیحسب عاجلها واٰجلها ثم یاخذ الزکوة من الشاهد والغائب

(۹) ابوبکر عن عبد الملک بن ابی بکر ان عمر قال احسب دینک وما عندک فاجمع ذلک جمیعا ثم زکه

(۱۰) مالک والشافعی عن عائشة زوج النبی صلی اللہ علیه وسلم انها قالت مر علی

زیادہ ہون تو بکری لے۔ پھر اگر بھیڑ اور بکری برابر ہون تو دونون مین سے جسے چاہے لے (موطا امام مالک)

(۷) ابوبکر طارق سے راوی ہین) کہ عمرؓ بن خطاب فقیرون کو صدقے دیتے تھے اور صدقہ کی زکوۃ نہ دیتے تھے۔

(۸) ابوبکر عبد الرحمن بن عبد قاری سے راوی ہین اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین بیت المال پر (مامور) تھے پس جس وقت صدقہ نکلتا تھا تو حضرت عمر تاجرون کے مالون کو جمع کر لیتے تھے اور اونکے پرانے اور نئے مال کا حساب کر لیتے تھے پھر ہر حاضر و غائب سے زکوۃ لیتے تھے۔

(۹) ابوبکر عبد الملک بن ابوبکر سے (راوی ہین) کہ عمرؓ نے (ایک شخص سے) کہا کہ تو اپنے قرض کا اور اُس (مال) کا جو تیرے پاس ہے حساب کر اور سب کو جمع کر پھر جو بڑھے اُسکی زکوۃ دے۔

(۱۰) مالک و شافعی رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا (راوی ہین) اُنھون نے کہا عمر رضی اللہ عنہ

عہ اسکا مطلب یہ ہے کہ سال کے اندر جو مال ملا ہوا اور ابھی اُسپر سال نگذرا ہو اُسکو علٰحدہ اور جس پر سال گزر چکا ہو اُسکو علٰحدہ رکھتے تھے پس اگر دونون ہمجنس ہوتے اور دو دفعہ زکوۃ کا دینا لازم نہ آتا تو دونون کو ملا دیتے ورنہ نہین تفصیل اس مسئلہ کی زکوۃ کے بیان مین دیکھو۔

سہ معلوم ہوا کہ جو مال قرض مین مستغرق ہو اُسپر زکوۃ فرض نہین ۔۱۲

عمر ابن الخطاب بغنم من الصدقة فرای فيها شاة حافلا ذات ضرع عظيم فقال عمر بن الخطاب ما هذه الشاة فقالوا شاة من الصدقة فقال عمر ما اعطى هذه اهلها وهم طائعون لا تفتنوا الناس لا تاخذ حزرات المسلمين نكبوا عن الطعام

(۱۱) الشافعي عن ابي عمرو بن الحماس ان اباه قال مررت بعمر بن الخطاب وعلى عنقي أدمة احملها فقال عمر الا تؤدي زكوتك يا حماس فقلت يا امير المؤمنين ما لي غير هذه الذي على ظهري اهبة في القرظ قال ذاك مال فضع فوضعتها بين يديه فحسبها فوجدها قد وجبت فيها الزكوة فاخذ منها الزكوة۔

(۱۲) الشافعي روي عن عمر انه قد كانت النواضح على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وخلفائه فلم اعلم

کے سامنے زکوۃ کی بکریاں گزریں تو اُنھوں نے اُنمیں سے ایک دودھار بڑے تھن والی بکری دیکھی تو پوچھا یہ بکری کیسی ہے لوگوں نے کہا کہ زکوۃ کی بکری ہے تو اُنھوں نے فرمایا کہ اسکو اسکے مالک نے خوشی عہ سے نہیں دیا (دیکھو) لوگوں کو تکلیف نہ دو مسلمانوں کا عمدہ مال (زکوۃ میں) نہ لو (انکے) کھانے کی چیز سے احتراز کرو۔

(۱۱) شافعی ابو عمرو بن حماس سے کہ انکے باپ نے کہا میں ایک مرتبہ عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے گزرا اور میری گردن پر کچھ کھالیں تھیں جنکو میں لادے ہوئے تھا۔ تو انھوں نے فرمایا کہ اے حماس کیا تم اپنی زکوۃ نہیں دیتے میں نے کہا کہ اے امیر المومنین میرے پاس سوا اسکے جو کہ میری پیٹھ پر ہے کچھ نہیں ہے۔ یعنی چند کھالیں دباغت کیلئے ہیں اور اسکے سوا میرے پاس کچھ نہیں۔ آپنے فرمایا یہ بھی مال ہے رکھدو میں نے اُنکے سامنے رکھدیا تو وہ اُسکو چھونے لگے۔ اور اُنھوں نے اُسمیں زکوۃ واجب پائی تو اُس سے زکوۃ لے لی۔

(۱۲) شافعی (کہتے ہیں) کہ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک پانی بھرنے والے اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفاء کے زمانہ میں تھے۔ مگر

عہ معلوم ہوا کہ اگر خوشی سے دیدیتا تو درست تھا ۱۲ عہ وہ کھالیں اُنکی ذاتی ملوکہ ہونگی اور اُنکی قیمت نصاب کے برابر ہوگی ۱۲

احدا روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ منہا صدقۃ ولا احدا من خلفائہ ولا شک ان شاء اللہ ان قد کان للرجل الخمس واکثر۔

(۱۳) مالک والشافعی عن سلیمان ابن یسار ان اہل الشام قالوا لابی عبیدۃ بن الجراح خذ من خیلنا صدقۃ فابی ثم کتب الی ابن الخطاب فابی عمر ثم کلموہ ایضا فکتب الیہ ان احبوا فخذہا منہم واردہا علیہم وارزق رقیقہم۔

(۱۴) الشافعی عن بن شہاب ان ابابکر وعمر لم یکونا یاخذان الصدقۃ بنسیئۃ ولکن یبعثان علیہا فی الجدب والخصب والسمن والعجف لان اخذہا فی کل عام من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنۃ۔

مین نہین جانتا کہ کسی نے روایت کی ہو کہ آپ نے اُن سے زکوٰۃ لی ہو[1] اور نہ آپ کے خلفا مین کسی نے اور خدا نے چاہا تو اسمین شک نہین کہ ایک ایک آدمی کے پاس پانچ اونٹ اور (بلکہ) اس سے بھی زیادہ تھے۔

(۱۳) مالک و شافعی سلیمان بن یسار سے (روایت کرتے ہین) کہ شام کے لوگون نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے گھوڑون کی بھی زکوٰۃ لیا کرو تو اُنھون نے نہ مانا۔ پھر اُنھون نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا اُنھون نے بھی نہ مانا[2] پھر لوگون نے اُنسے کہا بھی تو اُنھون نے اُن کو لکھ بھیجا کہ اگر وہ چاہین تو اُسکو اُن سے لے لو اور پھر اُنھین پر واپس کر دو اور اُنکے غلامون کو کھلا دو۔

(۱۴) شافعی ابن شہاب سے (روایت کرتے ہین) کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما زکوٰۃ اُدھار پر نہ لیتے تھے ولیکن گرانی اور ارزانی اور فربہی اور لاغری (غرض ہر حال مین) اس کی تحصیل کراتے تھے۔ کیونکہ زکوٰۃ کا ہر سال لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

[1] یہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے ۱۲ (عالمگیری) [2] گھوڑون پر زکوٰۃ نہونے کی بحث اوپر گذر چکی ہے اور یہ کہ تجارتی گھوڑے ہون تو انپر بھی تجارتی مال کی زکوٰۃ فرض ہے یہان مراد سواری کے گھوڑے ہین

(۱۵) ابو بکر عن الحسن کتب عمر
الی ابی موسی فما زاد علی المائتین
ففی کل اربعین درھما درھم قلت
معناہ عند ابی حنیفۃ لا یوخذ فی
اقل من الاربعین اذا زاد علی
مائتین وعند الشافعی ھذا
بیان الکسر ببیان مخرجہ۔

(۱۶) مالک والشافعی عن سفیان
ابن عبد اللہ الثقفی ان عمر بن الخطاب
بعثہ مصدقا فکان یعد علی الناس
بالسخل فقالوا اتعد علینا بالسخل
ولا تاخذ منہ شیئا فلما قدم علی عمر بن
الخطاب ذکر ذلک لہ فقال عمر نعد
علیھم بالسخلۃ یحملھا الراعی ولا
ناخذھا ولا ناخذ الاکولۃ

(۱۵) ابو بکر حسن بصری سے (راوی ہین) کہ عمر رضی اللہ عنہ نے
ابو موسی کو یہ لکھ بھیجا کہ جسقدر (چاندی) دوسو درم سے
زیادہ ہو تو ہر چالیس درم مین ایک درم (زکوۃ) ہےعہ۔ مین
کہتا ہون کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اسکے یہ معنی ہین کہ
دوسو سے زیادہ ہو تو چالیس سے کم مین زکوۃ نہ لیجاوگی
اور امام شافعی کے نزدیک کسر کا بیان ہے بذریعہ
اسکے مخرج کے۔

(۱۶) مالک و شافعی سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے کہ عمر
بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انکو صدقہ تحصیل کرنے پر مقرر کیا
تو وہ بکریون کے بچون کو بھی شمار کر لیتے تھے تو لوگون نے کہا
کہ تم ہمارے بچون کو بھی شمار کر لیتے ہو اور انمین سے
کسی کو لیتے نہین۔ تو جب وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
کے پاس حاضر ہوے تو اسکا ذکر انسے کیا انھون نے فرمایا کہ
ہم انکے اس بچے کو بھی شمار کرینگے جس کو چرواہا
اٹھاتا ہے اور اسکو لینگے نہین۔ اور نہ کھانے کی

عہ یہ حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا قول ہے امام شافعی رح کے مذہب پر جو انھون نے اس اثر کو منطبق کیا ہے خالی از تکلف نہین ہے ۱۲ کما لا یخفی عسہ امام ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے کہ اگر سب بچے چھوٹے چھوٹے ہون اور ایک بھی نہین بڑا جانور موجود ہو تو اسکی بعیت مین بچے بھی شمار کر لیے جاوینگے اور زکوۃ دے لیجائیگی ۱۲ عسہ یعنے اسقدر چھوٹے بچون کا بھی شمار کر لیا جائیگا جو خود اپنے پیرون سے چراگاہ نہین جا سکتے مقصود حضرت فاروق اعظم کا اس تمام بیان سے یہ ہے کہ ہم انصاف پر چلتے ہین جیسا کہ بچون کو شمار کر لینے مین تم پر زیادتی ہے۔ ویسا ہی حاملہ اور کھانے کی بکری نہ لینے مین تمھارے ساتھ رعایت بھی ہے ۱۲

ولا الربى ولا الماخض ولا فحل الغنم
ونأخذ الجذعة والثنية وذلك عدل
بين غذاء الغنم وخياره

(١٧) ابو بكر قال عمر اذا وقف
الرجل عليكم غنمه فاصدعوها
صدعين ثم اختار واخذ النصف
الآخر -

(١٨) ابو بكر عن مجاهد عن عمر
ليس في الخضراوات زكوة

(١٩) البيهقي عن عمرو ابن شعيب
عن ابيه عن جده ان رجلا جاء
الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
بعشور نحل له وساله ان يحمي واديا
يقال له سلبة فحماه له فلما ولي
عمر كتب سفيان بن وهب الى
عمر بن الخطاب يسأله عن ذلك فكتب
عمر ان ادى اليك ما كان يودي
الى رسول الله صلى الله عليه وسلم

بکری لینگے اور نہ حاملہ اور نہ بکریوں کا نر اور نہ ایک سال
کی بکری اور دو سال کی لینگے اور یہ متوسط ہے بُری
اچھی بکریوں میں -

(١٧) ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ
نے (مصدقوں تحصیل کرنیوالوں سے) فرمایا کہ جب کوئی اپنی
بکریاں تمھارے حوالے کرے تو اُن کے دو حصہ کردو پھر
دوسرے حصہ میں سے زکوۃ کی بکری نکالو -

(١٨) ابوبکر مجاہد سے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ سبزیوں میں زکوۃ فرض نہیں ہی -

(١٩) بیہقی عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ
اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے شہد کا عشر لایا اور
اور اُسنے آپ سے درخواست کی کہ سلبہ نام جنگل کی حفاظت
کردیں تو آپ نے حفاظت کردی پھر جب عمر رضی اللہ عنہ
خلیفہ ہو تو سفیان بن وہب نے عمر رضی اللہ عنہ سے
اسکے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے لکھدیا کہ اگر
وہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتا تھا یعنی
شہد کا عشر وہ تمکو دے تو تم اسکے لیے سلبہ کی حفاظت

ه دو حصہ سے مراد یہ ہے کہ اچھی اور بُری کے درمیان میں ہو- نہ نہایت عمدہ نہ نہایت بُری ١٢

من عاشور نخله فاحم له سلبته والا فانما هو ذباب غيث ياكله من شاء

(۲۰) ابو بكر عن زياد بن حدير بعثني عمر على العشور وامرني ان لا افتش احدا۔

(۲۱) ابو بكر عن زياد بن حدير بعثني عمر على السواد ونهاني ان اعشر مسلما۔

(۲۲) ابو بكر عن عبد الرحمن بن البليماني قال ابو بكر الصديق مما يوصى به عمر من ادى الزكوة الى غير ولاتها لم يقبل منه صدقة ولو تصدق بالدنيا جميعا۔

(۲۳) قال الشافعي سمعت بعض من

کرو ورنہ (کھجی سے پیدا ہوئی چیز تو) آسمانی بارش کے مثل (ہے) ہر جو چاہے اُسکو کھالے۔ عہ

(۲۰) ابو بکر زیاد بن حدیر سے (روایت کرتے ہین) کہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے عشر کے تحصیل کرنے (پر) مقرر کیا اور حکم دیا کہ مین کسی کے (مال کی) تلاشی نہ لوں عہ

(۲۱) ابو بکر ابن حدیر سے راوی ہین کہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے اکینا کر (پر) تعین کیا اور مجھے منع کر دیا کہ مین کسی مسلمان سے عشر (نہ) لوں۔

(۲۲) ابو بکر عبد الرحمن بن بلیمانی سے (راوی ہین) کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ عمر رضی کو اس بات کی بھی وصیت کی جاتی ہے کہ جو شخص عاملین زکوۃ کے سوا کسی کو زکوۃ دے تو اُس سے کہدین کہ (اس کا صدقہ (اللہ کے ہان) قبول نہ ہوگا عہ۳ اگرچہ تمام دنیا صدقہ کر دے

(۲۳) امام شافعی نے کہا ہے کہ مین نے بعض اُن لوگوں سے عہ

عہ معلوم ہوا کہ عشر تجارتی مالون پر اُسوقت آتا ہے جب امام وقت کیطرف سے اُسکی حفاظت ہو ۱۲ عہ یعنی مسلمانوں کے مال کی بابت جیسا کہ آیندہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کی بات کا اعتبار کر لیا کرو ۱۲ عہ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر امام برحق یعنی حاکم مسلم عادل کے ہوتے کسی اور کو اگر زکوۃ کا مال دیا جاوے تو وہ قبول نہوگا اسکو پھر زکوۃ دینی چاہیے یہ مسئلہ بھی اوپر بیان ہو چکا ہے ۱۲ عہ اس سے مراد امام ابو حنیفہ رح ہین انکے نزدیک عشر کے واجب ہونے مین کوئی نصاب شرط نہین ہے صاحبین کے نزدیک شرط ہے اور اُنھون نے اسی حدیث سے تمسک کیا ہے جسکا جواب امام ابو حنیفہ کیطرف سے امام شافعی نے نقل فرما کر رد کیا ہے اور اُسکے رد کی کیفیت حاشیہ آیندہ مین مذکور ہے ۱۲

لا يقول بنصاب خمسة اوسق يقول
قد قام بالامر بعد النبي صلى الله
عليه وسلم ابو بكر وعمر وعثمان وعلي
واخذوا الصدقات اخذا عاما زمانا
طويلا فما روى عنهم انهم قالوا
ليس فيما دون خمسة اوسق صدقة
ما رواه عن النبي صلى الله عليه
وسلم الا ابو سعيد الخدري ثم اجاب
الشافعي بما حاصله ان الحديث صحيح
من رواية ابي سعيد وجابر موجود في
كتاب عمرو بن حزم فوجب العمل به ولم
يذكر عن الائمة ان الحديث ظهر في زمانهم
فتكلموا فيه قلت بل ذكر مالك سنة اهل
المدينة على ما روينا عن ابي سعيد

جو شخص میں پانچ وسق کے نصاب ہونیکے قائل نہیں ہیں
سنا کہ وہ کہتے ہیں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر
عمر و عثمان و علی خلیفہ ہوے اور وہ عام طور پر بغیر تعیین
اس نصاب کے ایک زمانہ دراز تک صدقات لیتے رہے
پھر انسے کسی نے نہیں روایت کی کہ انھوں نے کہا ہو کہ
پانچ وسق سے کم میں صدقہ (فرض) نہیں ہے اور اسکو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوا ابو سعید خدری
کے کسی نے روایت نہیں کیا پھر امام شافعی نے اسکا
یہ جواب دیا[ع] کہ ابو سعید کی اور جابر کی روایت صحیح ہے عمرو ابن
حزم کے خط میں موجود ہے پس اسپر عمل واجب ہے اور خلفاے
راشدین سے یہ منقول نہیں کہ یہ حدیث انکے زمانہ میں
ظاہر ہوئی اور انھوں نے اسمین کلام کیا میں کہتا ہوں
کہ امام مالک نے اہل مدینہ کا طریقہ اسی کے موافق ذکر
کیا ہے جو ابو سعید سے ہمکو روایت ملی ہے -

ع امام شافعی کا جواب اس امر کی تسلیم پر مبنی ہے کہ خلفاء راشدین کا عمل اس حدیث پر تھا اب اسپر عمل نہ ہونیکی جو وجہ انھوں نے بیان
فرمائی یعنی حدیث کا نہ معلوم ہونا بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے خلفاء راشدین کی خلافت بہت دنوں تک نہیں رہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ
قطعی حکم تھا کہ جو کسی کو حدیث معلوم ہو مجھسے آکر بیان کرے جب انکو کسی مسئلہ میں حدیث نہ معلوم ہوتی تھی تو مجمع عام کرکے اس مسئلہ کو پیش
کر دیتے تھے تاکہ اگر کسی کو حدیث معلوم ہو تو بتادے اور جب کوئی بتا دیتا تھا تو مان لیتے تھے پس ایسی حالت میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
نے اس حدیث کو ان سے کیوں نہ بیان کیا حضرت ابوبکر صدیق سے کیوں نہ کہا معلوم ہوتا ہے کہ ابو سعید خدری خود جانتے تھے کہ یہ حدیث
متروک العمل ہے یا انھوں نے حضرت فاروق کے سامنے یہ حدیث پیش کی ہو اور انکو اسکا متروک العمل ہونا معلوم تھا اس سبب سے
اسپر عمل نہ کیا ۱۲ منہ یہ حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا قول ہے ان کا جواب بھی امام صاحب کے استدلال کی تسلیم کرنے پر مبنی
ہے اب رہ گیا مدینہ کا عمل وہ خلفاء راشدین کے ترک عمل کے بعد ہرگز ہمارے نزدیک حجت نہیں ہو سکتا ۱۲

(۲۴) عمر بن الخطاب بعث رجلا من ثقیف علی الصدقة ثم رآه بعد ذلك متخلفا فقال اراك متخلفا ولك اجر غاز فی سبیل الله (کنز العمال)

(۲۴) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قبیلۂ ثقیف سے کسی شخص کو صدقہ (کی تحصیل) پر (مقرر کرکے) بھیجا پھر انھوں نے اسکو دجانے میں تاخیر کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا میں تمہیں تاخیر کرتا ہوا دیکھتا ہوں حالانکہ اگر تم اس کام کو کر دو تو تمھارے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کا ثواب ہوگا (کنز العمال)

(۲۵) عن ابن الساعدی المالکی قال استعملنی عمر بن الخطاب علی الصدقة فلما فرغت منها وادیتها الیه امرنی بعمالة فقلت له انما عملت لله واجری علی الله فقال خذ ما اعطیت (مسلم)

(۲۵) ابن ساعدی مالکی سے روایت ہے کہ مجھکو عمر رضی اللہ عنہ نے صدقہ (کی تحصیل) پر (مقرر کرکے) بھیجا تو میں جب اُس سے فارغ ہوا اور سب مال انکو دیچکا تو مجھے اُجرت کا حکم دیا تو میں نے کہا کہ میں نے صرف اللہ کے لئے کیا ہے اور میری اُجرت اللہ کے ذمہ ہے تو انھوں نے فرمایا کہ جو کچھ دیا جاوے لے لیا کرو (مسلم)

(۲۶) ابو بکر عن عمر فی قوله تعالی انما الصدقات للفقراء فقال هم زمناء اهل الکتاب ـ

(۲۶) ابو بکر سے (روایت ہے کہ) عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالی کے اس قول میں "انما الصدقات" یہ فرمایا کہ یہ اہل کتاب کے لنجھے لوگ ہیں ـ

(۲۷) ابو بکر عن عطاء ان عمر

(۲۷) ابو بکر عطا سے راوی ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ

ع۵ امام ابو حنیفہ کے نزدیک گو تو زکوٰۃ و عشر کا مال کافر کو نہیں دیا جاتا گو وہ ذمی ہو اور حضرت فاروق کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کو صدقہ کا مال دیا جا سکتا ہے اسکا جواب ہے کہ شاید حضرت فاروق کے نزدیک اس آیت میں صدقات سے عام صدقات مراد ہوں خواہ واجب بھی نافلہ بھی اور نافلہ صدقات کا ذمی کافروں کو دینا جائز ہے یا حضرت فاروق کا اس بیان سے مقصود یہ ہو کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہ لوگ اسمیں داخل تھے مگر جب تالیف قلوب کی مصلحت جاتی رہی تو یہ حکم ساقط ہو گیا ۱۲

كان يأخذ العرض في الصدقة وغيرها
زاد في رواية ويعطيها في صنف واحد
مما سمى الله۔

(۲۸) لما قبض رسول الله صلى الله
عليه وسلم جاء الى ابي بكر لاخذ سهمهم
والى عمر فقال عمر ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم كان يعطيكم ليؤلفكم على
الاسلام فاما اليوم فقد اعز الله دينه
فليس بيننا وبينكم الا السيف او الاسلام
فانصرفوا الى ابي بكر فقالوا انت الخليفة
ام عمر فاقر ابوبكر رأي عمر وابطل سهمهم
وكان ذلك بمحضر من الصحابة فصار
اجماعا منهم على سقوط سهمهم (بنايه)

(۲۹) ابو بكر عن الحسن قال عمر
اذا تحولت الصدقة الى غير الذي
تصدق عليه فلا بأس ان يشتريها

صدقہ وغیرہ میں اسباب[عــہ] بھی لے لیا کرتے تھے اور ایک
روایت میں یہ بھی ہے کہ صدقہ کو اللہ کی بتائی ہوئی ایک
قسم[عــہ] میں دیدیا کرتے تھے۔

(۲۸) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی
تو مولفۃ القلوب[عــہ] اپنا حصہ لینے کے لئے ابوبکر صدیق
اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آئے تو عمر
نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمکو اسلئے دیتے
تھے کہ تمکو اسلام پر راغب کریں لیکن اب تو اللہ نے اپنے
دین کو غالب کر دیا لہٰذا اب ہمارے تمہارے درمیان میں
یا تلوار ہے یا اسلام تو وہ ابوبکر صدیق کے پاس لوٹ کر
گئے اور کہنے لگے کہ آپ خلیفہ ہیں یا عمر تو ابوبکر صدیق
نے عمر فاروق کی رائے کو برقرار رکھا اور انکا حصہ منسوخ کر دیا
اور یہ معاملہ صحابہ کے سامنے ہوا تو انکا اجماعی ہو گیا (بنایہ)

(۲۹) ابوبکر حسن سے راوی ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے
فرمایا جب صدقہ اس شخص کے پاس چلا جائے جسکو دیا
نہیں گیا تو صدقہ دینے والا اسکو مول[عــہ] لے سکتا ہے

عــہ یعنی نقد کی تخصیص نہ کرتے تھے یہی حنیفہ کا مذہب ہے ۱۲
عــہ یہی مذہب حنیفہ کا ہے امام شافعی کے نزدیک ضروری ہے کہ ہر قسم کو دیا جائے ۱۲
عــہ یہی مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے کہ مولفۃ القلوب کا حصہ ساقط ہو گیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں مگر امام شافعی اسمیں مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ اب بھی امام وقت کو حسب مصلحت اختیار ہے ۱۲ عــہ یعنی مکروہ بھی نہیں ۱۲

(۳۰) ابو بکر عن جماعة ان عمر بن الخطاب صالح نصارى بنى تغلب على ان يضعف عليهم الزكوة مرتين ۔

(۳۰) ابو بکر بہت لوگون سے روایت کرتے ہین کہ عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے بنی تغلب کے نصرانیون سے اس شرط پر صلح کی کہ اُنسے دُگنی زکوۃ[ع] لیجائے گی

(۳۱) عن عبد الله بن عمر قال كان الناس يخرجون صدقة الفطر على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم صاعا من شعير او تمر او سلت او زبيب قال قال عبد الله فلما كان عمر رضى الله عنه وكثرت الحنطة جعل عمر نصف صاع حنطة مكان صاع تلك الاشياء (ابو داود)

(۳۱) عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین لوگ صدقہ فطر مین ایک صاع جو یا چھوہارے یا منقے دیا کرتے تھے عبد اللہ ابن عمر کہتے ہین پھر جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور گیہون کثرت سے ہوا تو انھون نے گیہون کا آدھا صاع اُن چیزون کے ایک صاع کے برابر کر دیا (ابو داود)

(۳۲) الشافعى عن عمرو بن دينار ان عمر بن الخطاب قال ابتغوا فى اموال اليتامى لا يستهلكها الزكوة ۔

(۳۲) شافعی عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہین کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یتیمون کے مال مین تجارت کرو (کہین) زکوۃ[ع] انکو ختم نہ کر دے ۔

(۳۳) قال ابو عمر راى عمر وعلى وابن عمر وجابر وعائشة وطاوس وعطاء وابن سيرين ان يزكى مال اليتيم وقال الزهرى يزكى مال المجنون (البخارى)

(۳۳) ابو عمر نے کہا ہے کہ عمر اور علی اور ابن عمر اور جابر اور عائشہ اور طاوس اور عطاء اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم کی یہ رائے ہے کہ یتیم کے مال کی زکوۃ[ع] لیجا سکے اور زہری کہتے ہین کہ مجنون کے مال کی بھی (بخاری)

ع زکوۃ سے مراد عشر ہے مسئلہ عشر کے بیان مین بالتفصیل دیکھو ۱۲ ع زکوۃ سے مراد صدقہ فطر ہے چنانچہ حضرت فاروق کیطرف امام بخاری نے بھی اسی مذہب کو منسوب کیا ہے ۔۔ زکوۃ کا مال یتیم پر ان کے نزدیک واجب ہونا کسی نے نہین لکھا ۱۲
ع یہ حدیث امام بخاری نے صدقہ فطر کے باب مین لکھی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ زکوۃ سے مراد یہان صدقہ فطر ہے ۱۲

(٣٤) عن عمر قال اذا اعطيتم الصدقة فاغنوا يعني عن الصدقة (كنز العمال)

(٣٤) عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھون نے کہا کہ جب تم صدقہ دو تو فقیر کو سوال سے بے پروا کرو[عہ] (کنز العمال)

(٣٥) عن مكحول ان عمر بن الخطاب جعل المعادن بمنزلة الركاز في الخمس (كنز العمال)

(٣٥) مکحول سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے معدن[عسہ] کو خمس کے بارے مین رکاز مین رکھا ہے (کنز العمال)

(٣٦) عن رباح انهم وجدوا قبرا بالمدائن عليه ثياب منسوجة بالذهب ووجدوا معه مالا فاتوا به عمار بن ياسر فكتب فيه اليه عمر ان اعطهم اياه ولا تنزعه منهم (كنز العمال)

(٣٦) رباح سے روایت ہے کہ کچھ لوگون نے مدائن مین ایک قبر پائی کہ جسمین کچھ سونے کے تارون کے بُنے ہوے کپڑے تھے اور اسکے ساتھ کچھ مال بھی پایا تو وہ اسکو عمار بن یاسر کے پاس لے آئے عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے مین انکو یہ لکھا کہ یہ انھین کو دیدو[ہمہ] اور اسکو اُنسے نہ لو (کنز العمال)

(٣٧) ابو بكر عن الشعبي ان غلاما من العرب وجد سلوقة فيها عشرة الاف فاتى بها عمر فاخذ منها خمسها الفين واعطاه ثمانية الاف

(٣٧) ابو بکر شعبی سے روایت کرتے ہین کہ عرب کے کسی غلام نے ایک ظرف گڑا[للعہ] ہوا پایا جسمین دس ہزار درم تھے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اسکو لے آیا تو آپنے اسکا پانچوان حصہ یعنی دو ہزار بیت المال کیلئے اور آٹھ ہزار درم اسکو دیدیا

عہ یعنی صرف اس دن کے لئے نہ تمام عمر کے لئے ١٢ عسہ یہی مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے امام بخاری نے صحیح بخاری مین اس مذہب پر بہت طعن و تشنیع کی ہے اور اسکا خلاف حق ہونا بڑے شد و مد سے بیان کیا ہے مگر اس اثر کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ اس مسئلہ مین بے قصور ہین حضرت فاروق کا مذہب انکی طرفداری کر رہا ہے۔ ہمہ معلوم ہوا کہ قبر کے اندر سے جو مال نکلے وہ رکاز نہین ہے بلکہ جسکی قبر ہے اسکے ورثا کو وہ مال دیدینا چاہیے ١٢ للعہ یہ رکاز کا مسئلہ ہے رکاز کے بیان مین مفصل دیکھو ١٢

(۳۸) قال عمر رضي الله عنه والله ما احد احق بهذا المال من احد وما انا احق به من احد والله ما من المسلمين احد الا وله نصيب الا عبدا مملوكا (مسند احمد)

(۳۹) البيهقي سئل عمر بن الخطاب اعلى المملوك زكوة قال لا قيل على من هي قال على مالكه۔

(۴۰) عن عدي بن حاتم قال اتيت عمر بن الخطاب رضي الله عنه في ناس من قومي فجعل يفرض للرجل من الفين و يعرض عني قال فاستقبلته فاعرض عني ثم اتيته من حيال وجهه فاعرض عني قال فاستقبلته فاعرض عني قال فقلت يا امير المومنين اتعرفني قال فضحك حتى استلقى لقفاه ثم قال نعم والله اني لاعرفك امنت اذ كفروا واقبلت اذ ادبروا ووفيت اذ غدروا وان اول صدقة بيضت وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ووجوه اصحابه صدقة طيء جئت بها الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم اخذ يعتذر ثم قال انما فرضت لقوم اجحفت بهم الفاقة وهم سادة عشائرهم لما ينوبهم من الحقوق (مسند الامام احمد)

(۳۸) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اس مال کا کوئی بہ نسبت کسی کے زیادہ عـــه حقدار نہیں اور میں بہ نسبت کسی کے زیادہ حقدار ہوں اس میں سب مسلمانوں کا سوا غلام کے حصہ ہے (مسند احمد)

(۳۹) بیہقی سے روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا غلام پر زکوۃ عـــه فرض ہے فرمایا نہیں کہا گیا اسکی زکوۃ کس پر فرض ہے فرمایا اسکے مالک پر۔

(۴۰) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ہمراہ آیا تو وہ ایک شخص کا دو ہزار درہم سے حصہ لگانے لگے اور مجھسے اعراض کرتے رہے تو میں انکے سامنے گیا مگر مجھ سے منھ پھیر لیا عدی کہتے ہیں تب پھر تو میں نے کہا کہ اے امیر المومنین کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں تو وہ ہنس دیے یہانتک کہ (جب کلام ختم کر چکے) لیٹ گئے تو بولے کہ ہاں اللہ کی قسم ضرور میں تجھے پہچانتا ہوں کہ تم اسوقت ایمان لائے کہ جب لوگ کافر تھے اور تم اسوقت (اسلام کیطرف) متوجہ ہوئے جب لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے تھے اور تمنے (عہد ازلی کو) اسوقت پورا کیا جب لوگ عہد شکنی کر رہے تھے اور بیشک (سب سے) پہلا صدقہ جسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کے چہروں کو بشاش کر دیا حضرت علی مرتضیٰ کا تھا کہ جب وہ آپکے سامنے لایا گیا تو آپنے معذرت کیا تھا اسکو لیلیا پھر فرمایا کہ یہ تو انھیں کے لئے جائز کیا گیا ہے جنکو فاقہ نے کمزور کر دیا ہو اور وہ اپنے قبیلہ کے متکفل ہوں ان حقوق میں جو انکو پہونچتے ہیں (مسند امام احمد)

عـــه یہ غنیمت کے مال کا ذکر ہے کیونکہ زکاۃ کے مال میں سوا فقیروں کے اور کسی مسلمان کا حق نہیں ہوتا ۱۲

عـــه زکوۃ سے مراد یہاں صدقہ فطر ہے۔ غلام کا صدقہ فطر اسکے آقا پر واجب ہوتا ہے ۱۲

تمت

فہرست مضامین جلد چہارم علم الفقہ

الحمد للہ کہ علم الفقہ کی

چوتھی جلد

تمام ہوگئی

عشر کا مسئلہ لکھتے وقت مجھے خود تردد تھا کہ ہندوستان کی زمینوں پر عشر ہی یا نہین فقہائے متاخرین کی بعض بعض اشارات سے ایسا ظاہر ہوا ہی قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے مالابد مین لکھ دیا ہی کہ ہندوستان مین نہین ہی مگر چونکہ انھون نے اسکی کوئی دلیل نہین بیان کی نہ اپنا مستند ظاہر کیا ہی لہذا اطمینان نہ ہوا اور اسوقت تک دلمین یہی بات آتی ہی کہ ہندوستان مین عشری زمینین ہین چنانچہ مین نے یہی لکھدیا لیکن انشاء اللہ اگر کوئی صاحب اسکے خلاف تحقیق کر کے مجھے مطلع فرماوینگے یا آئندہ خود مجھے کوئی اور بات معلوم ہوگی تو مین بے تامل اپنی اس تحریر سے رجوع کرونگا۔

علماء کی خدمت مین اس امر کی تحقیق کے لیے خطوط بھیجے گئے مگر افسوس صرف دو جگہ سے جواب آیا جو نقل کیا جاتا ہے۔ ایک جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے یہان سے دوسرا مدرسہ اسلامیہ دیوبند سے سوال کی عبارت جو کہ علماء کی خدمت مین بھیجا گیا یہ تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً۔ کیا فرماتے ہین علماء حنفیہ کہ ہندوستان کی زمینون پر عشر ہے یا نہین قرآن شریف مین تو واتوحقہ یوم حصادہ مطلق ہی کسی مقام خاص کی قید نہین اسی طرح احادیث مین بھی جہان عشر کا حکم دیا گیا ہی کوئی تخصیص نہین کیگئی اور جواب جو آئے اُن کی عبارت یہ ہے۔

جو زمین عشری ہے اُسپر عشر واجب ہی اور جو خراجی ہے اُسپر خراج واجب ہے جو زمین مسلمان کے پاس مسلمانون کے پاس سے آئی ہے وہ خراجی ہے اور جسکا حال معلوم نہ ہو اور مسلمانون کے پاس سے ہو وہ بھی بظاہر حال عشری ہی سمجھی جاویگی اور جو زمین عشری ہو اُسکا عشر فقراء کو دینا چاہیے اور جو خراجی ہو اُسکا خراج سرکاری محصول مین محسوب ہو جائیگا مستقل اور خراج دینے کی حاجت نہ ہوگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مہر

ہندوستان کی زمین جو مملوک اہل اسلام ہو اُسپر عشر واجب ہے اور اصل یہ ہے کہ اہل اسلام پر عشر واجب ہوتا ہی اور کفار پر خراج احادیث سے ثابت ہی کہ مسلمان اگر کافر سے زمین خراجی خریدے تو وہ خراجی ہی رہتی ہی مگر ابتداءً اہل اسلام پر خراج لازم نہین ہوتا بلکہ عشر لازم ہوتا ہے کیونکہ عشر مین معنی عبادت کے ہین اور وہ زکوۃ ارض ہی لہذا محل اسکے اہل اسلام ہین یہی وجہ ہے کہ جس ملک کو بادشاہ اسلام فتح کرکے غانمین وغیر غانمین مسلمین کو تقسیم کردیوے یا وہان کے رہنے والے مسلمان ہوجاوین اور وہ اراضی انھین کو دیجاوین تو سب عشری ہین پس ہندوستان کی زمینین ان دو امور سے خالی نہین یا مالک ان کے مسلمان ہوگئے اور وہ اراضی اُن کے پاس چھوڑی گئی یا عطایاے سلطانی ہین جو وقتاً فوقتاً بادشاہان اسلام نے اُنکو دیے ان دونون قسمون پر عشر واجب ہے تیسرا یہی احتمال ہے کہ بعض اراضی جو اوّل سے کفار کے پاس چھوڑی گئی ہون اور اُنپر خراج مقرر کیا گیا ہو اور وہ کسی طرح اہل اسلام کے پاس آگئی ہون وہ اب بھی خراجی رہینگی مگر چونکہ یہ امر مشخص و ممیز ہونا دشوار ہی و نیز شاذ و نادر ہے بلکہ اکثر مسلمانون کے پاس اسوقت وہی اراضی ہین کہ جو اُن کے آباء اجداد کو بادشاہ اسلام نے دی تھی یا انھون نے مسلمانون سے خریدی ہین یا سرکار انگلش نے بعض اہل اسلام کی اراضی بعض کو دی ہین اسلیئے ان جملہ اقسام مین عشر واجب ہی اور شاذ و نادر کو معدوم سمجھکر جمیع اراضی مملوکہ اہل اسلام کو عشری کہا جاوے گا اور محصول سرکاری سے جو اسوقت دیا جاتا ہے عشر ساقط نہ ہوگا۔ قال فی الدر المختار
وما اسلم اھلہ طوعا او فتح عنوۃ وقسم بین جیشنا عشریۃ لانہ الیق بالمسلم فقط

واللہ تعالی اعلم

مہر